کتاب وسنت

وَعَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ ۔ رواه فی المؤطا ۔

''حضرت امام مالک رحمۃ اللہ بن انس مرسل حدیث میں فرماتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان کو تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت۔''

دین کے بنیادی اصول ㉑

خلاصہ: رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث میں فرمایا: قیامت کے روز آپ کا ایک حوض ہوگا، وہاں آپ کی امت آئے گی، وہاں کچھ لوگوں کو دور بھی کیا جائے گا جو سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے نہ تھے، باوجود اس کے کہ یہ بھی آپ ﷺ کی امت سے ہوں گے، ان پر امت والی نشانیاں یعنی ان کے ہاتھ اور پاؤں کا چمکنا، موجود ہوں گی، جس سے ان کی پہچان ہو سکے گی۔

اس حوض کے متعلق منقول ہے: اس کی لمبائی چوڑائی ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہوگی، بعض روایات میں یہ بھی ہے: ''عدن سے ابین نامی جگہ کے برابر ہوگی۔'' (عدن حضرموت میں اور ابین شام کی سرزمین میں ہے، یعنی اس کی لمبائی چوڑائی اتنی ہوگی) اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں، اس میں جنت کے دو پرنالے گر رہے ہوں گے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ جو اس کا ایک گھونٹ پی لے گا وہ جنت میں داخلے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ صرف مومن ہی یہاں آئیں گے، منافق اور کافر کو یہاں سے ہٹا دیا جائے گا۔ جو تحدید منقول ہے کہ اس کی مسافت عدن سے ابین تک ہوگی، یہ دلیل ہے کہ یہ مسافت ایک ماہ میں طے ہوتی تھی جسے لوگ جانتے اور پہچانتے تھے۔

اصول نمبر 21:...... وَالْإِيْمَانُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ ۔ وَاَنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُفْتَنُ فِيْ قُبُوْرِهَا وَتُسْئَلُ عَنِ الْإِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ ، وَمَنْ رَبُّهُ؟ وَمَنْ نَبِيُّهُ ؟ وَيَاْتِيْهِ مُنْكَرٌ وَّنَكِيْرٌ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَكَيْفَ اَرَادَ، وَالْإِيْمَانُ بِهٖ وَالتَّصْدِيْقُ بِهٖ ۔

''عذابِ قبر پر ایمان۔ اس امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے اور ان سے ایمان اور اسلام کے متعلق پوچھا جائے گا، اور اس کا ربّ کون ہے؟ اس کا نبی کون ہے؟ اس کے پاس منکر اور نکیر آئیں گے، جیسے اللہ تعالیٰ چاہیں گے اور ارادہ فرمائیں گے، اس پر ایمان رکھنا اور تصدیق کرنا لازم ہے۔''

شرح: یہ بھی آخرت کے دن پر ایمان سے متعلق ہے، جو کام بھی موت کے بعد ہوگا وہ آخرت کے دن سے تعلق رکھتا ہے جب انسان کی روح اس کے جسم سے نکل جائے تو اسے میت کہا جاتا ہے گویا اس کی قیامت قائم ہوگئی، اس طرح یہ شخص موت کے بعد والے مراحل میں شامل ہوگیا۔

موت کے بعد جن باتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے ان میں قبر میں ملنے والا عذاب اور انعام ہے، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں جیسے صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ اسی طرح علمائے کرام نے قرآن مجید کی بعض آیات سے بھی استنباط کیا ہے:

مثلاً: ①......آپ ﷺ نے فرمایا: ''عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو، کیوں کہ قبر کا عذاب برحق ہے۔''

[کنزالعمال: ٤١٥١٠]

فہرست

زہے نصیب

اداریہ ═══ حافظ احمد شاکر

یہ مسلمہ بات ہے کہ عسکری ماہرین کے نزدیک کامیاب جنگی چال یہ ہوتی ہے کہ دشمن سے لڑائی دشمن کی زمین پر لڑی جائے۔ اوّلیں درجے میں صلیبی استبداد کے ذہن سے برصغیر سے ہزیمت بھرا کوچ ابھی تک نکلا نہیں، اس نے کشمیر جیسے مسائل میں پاک بھارت کو ابھی تک الجھا رکھا ہے کہ اس میں اسلحہ بھی اس کا بکتا ہے، مرتے بھی اس کے دشمن ہیں اور اس آڑ میں اپنے مختلف ماہرین کو ان دونوں ملکوں میں بھیج کر دولت بھی کشید کرتا ہے اور پھر وہ حسب موقع دونوں کا دوستی دم بھی بھرتا ہے اور دونوں مما لک کے عوام کے غم میں جمہوریت کے نام گھلتا یعنی پگھلتا بھی رہتا ہے۔ دوسرے درجے میں، ہے تو وہ بھی صلیب ہی، امریکا ہے کہ وہ ایک عرصہ سے اس کوشش میں ہے کہ پاکستانی عوام وسیاسی، مذہبی، علاقائی، طبقاتی لسانی جتنے یا کسی بھی عنوان پر اس حد تک باہم دست وگریباں ہوں کہ...... خاکم بدہن...... وہ خانہ جنگی تک پہنچ جائیں جس سے ان کا سلحہ بھی بکے اور مریں بھی مسلمان ہی، اور پھر ان بے گناہ انسانوں کی...... خدانا خواستہ...... خون ریزی کے بعد طاغوت ٹسوے بہائے کچھ کہیں کہ آ گیا اور کچھ کہیں گے کہ جانے نہ پائے۔ یعنی امریکا چاہتا ہے کہ دشمن...... مسلمان...... کی جنگ مسلمان ہی کے وطن پاکستان میں لڑی جائے۔ چناں چہ کراچی کے لسانی فسادات، سنیوں کے جلسہ میں دہشت گردی، جامعہ نعیمیہ لاہور میں خودکش حملہ، کراچی میں چہلم کے جلوس میں دہشت گردی، کراچی میں مختلف جید علمائے دیوبند کا ہولناک قتل، پی پی کی کراچی ریلی میں دہشت گردی، راولپنڈی میں محترمہ بے نظیر کی قاتلانہ حملے میں مظلومانہ اورنا گہانی موت، لاہور میں مختلف وقفوں سے پولیس کے مختلف دفاتر کے علاوہ مال روڈ پر خودکش حملہ نیز پاکستان کی مختلف مساجد، امام بارگاہوں اور مدارس پر حملے ہمارے ناقص خیال میں کہ دشمن کہ یہ وہی حربی حکمت عملی ہے کہ دشمن کی جنگ دشمن ہی کی زمین پر لڑنی اس کی کامیابی ہے۔

پاکستان میں حکم رانوں، سیاسی لیڈروں، افسروں اور اشرافیہ کی شاہ خرچیاں جس کے لیے مصنوعات، خرید، فروخت اور ہر قسم کی آمدن پر ٹیکس (سوائے زرعی ٹیکس کے کہ حکم رانی جاگیردار اپنے مقدر میں لکھوالائے ہیں) کی ظالمانہ شرح سے وصولی جو بالآخر صارف یعنی عوام کی جیب سے اس طرح نچوڑا جاتا ہے کہ عوام کے جسم سے خون نکلے نہ نکلے ٹیکس ضرور نکال لیا جاتا ہے۔ حتی کہ حکومتی مصنوعات...... تیل، بجلی، گیس، پانی...... کی کلیلیں بھرتی مہنگائی سے عوام کو روٹی ملنا مشکل ہوگئی۔ دو تین سال پیشتر تک کئی سال چھوٹا گوشت ۔/۱۲۰ روپے، دودھ دہی ۱۵، ۲۰ روپے تک میسر تھا۔ اب چھوٹا گوشت ۔/۴۰۰ سے ۔/۴۵۰ اور ملاوٹ شدہ دودھ دہی ۵۰، ۶۰ روپے تک پہنچ گیا ہے۔ لوڈشیڈنگ کا عذاب! ہم اگر تھوڑا سا مراقبہ...... یعنی غور...... کریں تو نتیجہ سامنے یہ آتا ہے اگر یہ حالات پیدا نہ کیے جاتے اور بھوک افلاس میں عوام کو اس قدر مبتلا نہ کیا جاتا تو پھر طاغوت اس سرزمین پر اپنے کارندے کس طرح تلاش کرتا؟ ان کارندوں میں سے ایسی ''باکمال شخصیتیں'' بھی ہوتی ہیں جو افلاس زدہ نوعمروں کو جنت کا ہیولیٰ دکھا کر ان کو اس طرح گمراہ کرتے ہیں کہ ان بے چاروں کو آخرت کا ملنا تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے دنیا میں وہ خودکشی کے عذاب اور اپنے غریب و بے دولت والدین کی زندگی اجیرن بنانے کا سبب بن جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا بپتا نوکِ قلم پر اس لیے آ گئی کہ

گزشتہ جمعہ کے روز لاہور میں قادیانی عبادت خانوں میں خون کی جو ہولی کھیلی گئی اس کو کسی بھی صورت مذہبی رنگ نہیں دینا چاہیے کہ یہ حادثہ ذکر کیے گئے ان سیاسی ومذہبی واقعات ہی کا ایک طرح کا حادثہ ہے۔ جسے کوئی بھی اسلام کے مطابق کہنا تو کجا اس کی تعلیمات نے تو کسی بھی صورت اجازت نہیں دی حتی کہ لعان جیسے جذباتی حالات میں بھی کسی انسان کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی گئی۔

اس طرح کا خونیں حادثہ تو ۵۴ء میں نہ ہوا کہ جب اس وقت ختم نبوت کے شیدائیوں نے ایک الگ تاریخ رقم کر دی تھی۔ ایسی غلط حرکت تو ۱۹۷۴ء میں نہ ہوئی کہ جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ اور پھر ضیاء الحق کے دور کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے بعد بھی کوئی اشتعال انگیز واقعہ رونما نہ ہوا کہ جب قادیانیوں کو اسلامی اصلاحات استعمال کرنے سے قانوناً منع کر دیا گیا تھا۔ یہ حادثہ سراسر انہی طاقتوں کا کیا دھرا ہے جو ملک عزیز کو باقاعدہ منصوبے

سے عدم استحکام، انارکی اور معاشی بدحالی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ آپ کا مشاہدہ بھی یقیناً ہوگا کہ یہ طاقتیں کئی سال سے دیوبندی اہل حدیث، دیوبندی بریلوی، شیعہ سنی تصادم میں ناکام ہونے کے علاوہ بلوچستان اور کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کروا رہی ہیں وہ کیا ہے؟ اگر کوئی طبقہ یا کچھ افراد اس کو مذہبی دہشت گردی کہنے پر ہی مصر ہوں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ان صفحات میں ہم کئی بار عرض کر چکے ہیں کہ وطن عزیز میں پہلی مذہبی دہشت گردی ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو قلعہ لچھمن سنگھ میں ہوئی تھی جس میں جماعت اہل حدیث کے عظیم شخصیات راہی جنت نعیم ہو گئیں تھیں۔ پاتال سے مجرم نکالنے والی پنجاب پولیس اگر اس وقت اس کے مجرمین کو بے نقاب کر دیتی تو شاید وطن عزیز کو ان حالات سے واسطہ نہ ہی پڑتا۔ بہرصورت اب سمجھ یہی آتا ہے کہ وہ واردات بھی کسی عالمی سازش کا حصہ تھی اور اس کے بعد پھر چل سو چل۔ بعض بھلے لوگ تو اس وقت اس واردات میں وقت کے حکم رانوں کو بالجبر ملوث کرر ہے تھے لیکن وقت آنے پر جب ملزمین اس طرح کے حالات کے بھینٹ چڑھ گئے تو قت نے ملزموں کو ملزم ہی رہنے دیا وہ مجرم ثابت نہ ہو سکے۔ اس واقعہ کے بعد تحقیقات ونتائج کے کھرے تک پہنچنے کے باوجود بھی مجرم تک نہ پہنچ سکے کیوں؟ اس کیوں کا جواب چوں کہ نہیں مل سکتا اسی لیے اس کو یہیں چھوڑ کر اس حادثے کو موجودہ عالمی تناظر میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ویسے تو شروع ہی سے اسلام یا نبی اسلام ﷺ پر سنگ زنی کرنا کفر کا شیوہ رہا ہے لیکن ناجائز اسرائیلی حکومت کے قیام کے بعد اور خصوصاً شکست روس کے بعد طاغوت مسلمانوں کے مذہبی غیرت وحمیت کے منجمد تالاب میں پتھر پھینک کر مسلمانوں کی حمیت کی دینی گہرائی اور ان کے جذبہ قربانی کو جانچتا اور پرکھتا رہتا ہے۔ ۲۰۰۵ء میں ناروے کے ایک اخباری کارٹونسٹ نے نبی ﷺ کے خاکے بنا کر عالم اسلام میں اشتعال پھیلایا تھا پھر بہ ظاہر مسلمانوں کے احتجاج لیکن درحقیقت سعودی عرب کے تجارتی ومعاشی بائیکاٹ نے ناروے حکومت کو جھکنے اور معذرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان پانچ سالوں میں عالمی طاغوت نے دیکھا ان...... مسلمانوں کے...... تلوں میں تیل نہیں یعنی یہ...... جذبات کے...... بادل گرجنے والے ہیں برسنے والے نہیں، اس لیے بعض دیگر صلیبی اداروں نے جن کو صلیبی حکومتوں کا سایہ یقیناً میسر ہوگا دوبارہ ان جیسے خاکے بنا کر ان کو کمپیوٹر کے ذریعے نشر کر دیا جس سے مسلمانوں میں اشتعال ہونا قدرتی بات تھی۔ اس اشتعال کی چند چنگاریاں پاکستان میں بھی اب سلگنے لگیں تھیں جن کا شعلے بن جانا بعید نہیں تھا اور حکومت نے اپنے...... ایجنڈے کے...... بعض کارہائے نمایاں کو عوام کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لیے عوام کے عشق رسول ﷺ کے ان جذبات کی تائید کرنا فوری جانا جس سے وائسرائے کو مطلوبہ اہداف حاصل کرنے میں مشکل آ رہی یا تاخیر ہو رہی تھی اس لیے خاکوں کے احتجاج کو (Cover) کرنے کے لیے اس کو اپنے کارندوں کے ذریعے یہ خونی کھیل کھیلنا پڑ گیا۔

ایک پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قادیانیوں کا مربی ومحسن برطانیہ اب شاید امریکی پنجے سے نجات پانے کی سوچنے لگ گیا ہے تو اس واقعے کے بعد اسے اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت ونگہبانی کے لیے کچھ دیر مزید امریکہ سے تعاون کرنا ضروری ہوگا۔ عالمی طاغوت کی اس طرح کی مزید دسیسہ کاریوں کو نظر انداز کرنے کی بجائے مرکزی حکومت وصوبائی حکومتوں نیز مذہبی وسیاسی جماعتوں کے تھنک ٹینک حضرات کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ وہ دسیسہ کاریاں کیا کیا اور کہاں کہاں ہو سکتی ہیں، اور ان سب قابل احترام اہل علم کو اس بات پر متفق ہو جانا چاہیے کہ یہ فسادات مذہبی قطعاً نہیں یہ امریکہ کے اس نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہیں جس کے ذریعہ پرامن ممالک کو عدم استحکام سے دوچار کرنا اس کے نزدیک ضروری ہے۔

باقی رہا خاکوں پر احتجاج، اس پر جلسے جلوس، طاغوت کے یہ سارے بازو آزمائے ہوئے ہیں اس کا علاج ایک اور صرف ایک ہے کہ پاکستان تاجر برادری، خاکے بنانے اور شائع کرنے والے جملہ ممالک کو دیئے ہوئے اور ان سے کیے ہوئے کاروباری آرڈر باہمی مشورہ کر کے ایک ہی میٹنگ میں اتفاق رائے سے کینسل کر دیں۔ اس میں ممکن ہے ان کو ایڈوانس دی گئی رقوم کا نقصان ہو بلکہ یقیناً ہوگا جو لاکھوں یا اربوں تک ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کے نصیب میں اللہ تعالیٰ اگر یہ فہم اور سوچ نصیب کر دے کہ خالص ناموس رسول ﷺ کی نیت سے اگر یہ نقصان ہو بھی جائے تو کوئی غم نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے اس جذبہ صادق کو قبول فرماتے ہوئے روز قیامت ان کو شفاعت رسول ﷺ نصیب فرما دے تو زہے نصیب۔

ہم بے علم اور بے عمل مسلمان اس سے اگر بے خبر نہیں تو اتنے باخبر بھی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں فرمایا ہے، پڑھیے:

''کہہ دے اگر تمہارے باپ دادا بیٹے پوتے (نواسے) بھائی بی بیاں کنبے والے اور جو مال تم نے کمائے ہیں اور جس سوداگری کے خراب ہو جانے سے ڈرتے ہو اور جن مکانوں کو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے عزیز ہیں تو پڑے رہو جب تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے اور اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو راہ پر نہیں لگاتا۔''

مقالہ خصوصی

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

محمد سلیم چنیوٹی

قرآنِ کریم کا اٹل فیصلہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اس لیے یہ قومیں اتنی وفا نا آشنا، سچائی اور احسان گزاری سے خالی ہیں۔ ان قوموں نے مسلمانوں پر اجتماعی ظلم وفساد کو اپنا وتیرہ بنالیا ہے اور آئے روز فکری پستی اور کردار کی پسماندگی سے مسلم امہ کو اذیت پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

امریکہ اپنی اخلاقی پسماندگی اور غلط اطواری کے سبب اہل اسلام کو مبتلائے اذیت رکھنا چاہتا ہے۔ ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک، سویڈن، ناروے اور دیگر یورپی ممالک نے مسلمانوں کے دلوں کے سکون کو تہہ و بالا کیا تھا یعنی نبی آخر الزمان ﷺ کی شانِ اقدس کے متعلق گستاخانہ خاکے و کارٹون بنا کر سارے جہانوں کی خاک اپنے دامن میں سمیٹی تھی۔

ابھی حال ہی میں ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء کو پھر ایک بدقماش سویڈن لیڈی ''مولی نورس'' نے ایک امریکی ویب سائٹ ''فیس بک'' پر حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی شان میں گستاخانہ مقابلہ مصوری کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے بعد ساری مسلم دنیا میں غم وغصہ کی لہر پھیلی، پاکستان کے غیور، غیرت مند اور روح محمد ﷺ سے سرشار مسلمانوں نے احتجاج کا سلسلہ شروع کیا جو ہنوز جاری ہے۔

پاکستان حکومت نے بھی سویڈن کا سفارت خانہ عارضی طور پر بند کر دیا ہے اور امریکہ میں پاکستانی سفیر حسین حقانی نے اپنا احتجاجی مراسلہ حکومت امریکہ کے سپرد کیا۔

سوچنے کی بات ہے کہ امریکہ نے دہشت گردی کی جو نام نہاد جنگ ۹/۱۱ سے شروع کی تھی یہ درحقیقت مسلمانوں اور اسلام کے خلاف صلیبی جنگوں ہی کا تسلسل تھا جس کا اعتراف ایک سے زیادہ مرتبہ بش جونیئر کر چکا ہے۔ عراق میں لاکھوں مسلمانوں کی خوں ریزی کے بعد طاغوت نے جس کا سردار امریکہ ہے، بہت بڑی ہزیمت اٹھانا پڑی ہے۔ افغان سرزمین میں امریکہ مونہہ کی کھا رہا ہے اور اس کا اعتراف باراک اوباما نے یہ کہہ کر کیا ہے کہ ''آنے والے دنوں میں ہمیں افغانستان میں بڑی پریشانی سے گزرنا پڑے گا'' اوباما کا اپریل ۲۰۱۰ء میں خفیہ دورۂ افغانستان امریکی شکست تسلیم کرنے کا عندیہ تھا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ پارہ ۲۸ کی سورۂ ممتحنہ میں فرماتا ہے:

''یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنا دین اسلام چھوڑ کر ہمارے ساتھ آن ملیں۔''

ہمارے اب تک کے حکمرانوں کا امریکیوں پر کیا گیا اندھا اعتماد آج تک ہمارے کسی کام نہ آیا۔ حیرت کی بات ہے امریکہ معاشی طور پر خسارے میں گرنے کے باوجود اربوں ڈالر ایک فضول جنگ کی نذر کر چکا ہے، لاکھوں نہیں تو ہزاروں فوجی اس جنگ کی آگ میں جھلس چکے اور ہزاروں عورتیں اپنے سہاگ کی جدائی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکی ہیں مگر ابھی تک اس کی خون آشامیوں کی تسکین نہیں ہو رہی۔ اب اس نے گستاخانہ خاکے بنا کر عذابِ الٰہی کو مزید دعوت دے دی ہے۔

یہود و نصاریٰ کی تاریخ کو کھنگالا جائے تو اس میں ان کی باہمی منافرت ومخاصمت اور قتال وجدال میں درندگی، حیوانیت، ظلم کی بہتات نظر

آئے گی۔

اخبارات کی خبروں کے مطابق عراق میں اس کے حاضر سروس فوجی اپنی ہی فوجی عورتوں کو حیوانیت کا نشانہ بنا رہے ہیں، اربوں ڈالرز کے ضیاع اور ہزاروں فوجی جہنم کی آگ کا ایندھن بن جانے کے باوجود امریکہ مسلمانوں کی ایذارسانیوں میں جتا ہوا ہے، جس کا تازہ ثبوت گستاخانہ خاکوں کے مقابلے کا اعلان ہے۔

مسلمان عمل صالح میں کم زور ہوسکتا ہے، گناہگار ہوسکتا ہے مگر نبی ﷺ کے متعلق گستاخی پر اس کے جذبات کسی مصلحت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے۔ قلم، زبان اور ہاتھ کے جہاد سے شانِ رسالت ﷺ کے گستاخوں کو انجام تک پہنچانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ رائے کے اظہار کی آزادی اور عالمی حقوقِ انسانی کے چیمپئن اگر گستاخی رسول ﷺ کا ارتکاب کرتے ہیں تو پھر انہیں ہر قسم کے ردِّ عمل کے لیے تیار رہنا چاہیے کہ

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بعض مشرکوں نے گستاخی کا ارتکاب کیا تھا۔ مثلاً مشہور واقعہ ہے کہ کعب بن اشرف یہودی کی گستاخیاں زبان زدِعام تھیں۔ ایک جاں نثار صحابی رسول ﷺ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے نبی کریم ﷺ کی اجازت سے جہنم واصل کر دیا تھا۔ ۱۹۲۹ء میں غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ نے ایک گستاخ رسول ہندو ناشر راج پال کو علی الصبح اس کی دکان میں داخل ہو کر چھری کے وار کر کے جہنم واصل کر دیا تھا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں فرمایا ہے:

''آپ ﷺ کو برا بھلا کہنا سب سے بڑا جرم ہے۔'' اس کی سزا کے طور پر فرمایا کہ ''شاتم رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔''

نبی کریم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت تھے اور ساری دنیا کے مسلمان آپ ﷺ کی محبت سے اس طرح سرشار ہیں اور رہنا چاہتے ہیں کہ آیت قرآنی کے مطابق کوئی مسلمان اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک نبی پاک ﷺ کو اپنے ماں باپ، اپنی جان، اپنی اولاد اور مال ومنال سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔

جب کوئی کافر ومشرک گستاخی رسول ﷺ کا ارتکاب کرتا تو نبی پاک ﷺ کا اس گستاخ کے لیے فرمان جاری ہوجاتا کہ اسے جہنم واصل کر دیا جائے اگرچہ کعبۃ اللہ کے پردے سے ہی کیوں نہ چمٹا ہوا ملے۔ تعلیماتِ اسلامیہ کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ گستاخانِ رسول اللہ ﷺ کو تہہ تیغ کرنا ہی صحیح ہے۔

اللہ کریم نے نبی ﷺ کی عظمت شان کا اظہار اس طرح فرمایا ہے کہ قرآنِ حکیم میں کہیں بھی آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے ذاتی نام سے مخاطب نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ کی علوشان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کا حکم بھی فرمایا ہے۔ سورۂ کوثر میں ﴿اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ فرما کر آپ ﷺ کے دشمن کو بے نام ونشان قرار دیا ہے۔

ڈنمارک، ناروے، سویڈن، سوئٹزرلینڈ اور اب امریکہ جس روش پر چل نکلے ہیں اور گستاخانہ خاکے بنا رہے ہیں یہ ان کے لیے ان شاء اللہ تاریخ کا بدترین دور ثابت ہوگا۔ آزادیٔ اظہار کی رائے کے نام سے انہوں نے گستاخانہ فعل کا جس طرح ارتکاب کر کے مسلمانوں کے دل زخمی کیے ہیں اور قرآنِ کریم کی جس طرح توہین کی گئی ہے، پیغمبر آخرالزماں ﷺ کے خلاف خبث باطن کا جس طرح ظاہراً اظہار کیا جارہا ہے۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اپنے آقا ختمی مرتبت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر کروڑوں درود وسلام بھیجتے ہیں۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

درسِ قرآن

سورۃ البقرۃ

(۱۵۵ .... ۱۶۳)

...... اردو ترجمہ ......
حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمہ اللہ ـ م: ۱۲۳۰ھ

......تعلیقات بر احسن الفوائد......
مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ ـ م: ۱۴۰۷ھ

......حواشی......
① ......احادیث التفاسیر
مولانا حافظ حمید اللہ میرٹھی رحمہ اللہ ـ م: ۱۳۳۰ھ
② ......احسن الفوائد
مولانا سید احمد حسن صاحب دہلوی رحمہ اللہ ـ م: ۱۳۳۸ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔''

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ (۱۵۵)

اور البتہ ہم تم کو کچھ آزمائیں گے ایک ڈر سے، بھوک سے، مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور ثابت رہنے والوں کو خوشی کی بات سنا۔

الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (۱۵۶) اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ

کہ جب ان کو کچھ مصیبت پہنچے (تو) کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ہے۔ ایسے لوگ انہیں پر اپنے ربّ کی شاباش

وَ رَحۡمَۃٌ ۟ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ (۱۵۷) اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ

اور مہربانی ہے اور وہی راہ پر ہیں۔ (۱) صفا اور مروہ جو اللہ کے نشان ہیں پھر جو کوئی اس گھر کا حج یا زیارت کرے

فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِ اَنۡ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا ؕ وَ مَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیۡمٌ (۱۵۸) اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ

تو گناہ نہیں کہ ان دونوں میں طواف کرے اور جو کوئی کچھ نیکی شوق سے کرے تو اللہ قدر دان ہے سب جانتا ہے۔ ❶ (۲) جو لوگ چھپاتے ہیں

مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ

جو ہم نے صاف حکم اور راہ کے نشان اتارے اس کے بعد کہ ہم ان کو کتاب میں لوگوں کے واسطے کھول چکے (ہیں) اللہ ان کو ❷ لعنت دیتا ہے

وَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ (۱۵۹) اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَ اَصۡلَحُوۡا وَ بَیَّنُوۡا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ۚ

اور سب لعنت دینے والے لعنت دیتے ہیں۔ ❸ (۳) مگر جنہوں نے توبہ کی اور سنوارا اور بیان کر دیا تو ان کو معاف کرتا ہوں

وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ (۱۶۰) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ

اور میں معاف کرنے والا مہربان ہوں۔ جو لوگ منکر ہوئے اور منکر ہی مرگئے انہی پر اللہ کی لعنت،

وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ (۱۶۱) خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ وَ لَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ (۱۶۲)

فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس میں رہ پڑے ان پر عذاب ہلکا نہ ہوگا اور نہ ان کو فرصت ملے گی۔

وَ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ (۱۶۳)

اور تمہارا رب اکیلا ربّ ہے اس کے سوا کسی کو پوجنا نہیں بڑا مہربان رحم والا ہے۔ ❹

احسن الفوائد

❶: مکہ کے شہر میں صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے عرب کے لوگ ہمیشہ حج کرتے رہے ہیں۔ لیکن کفر کے زمانے میں اکثر غلطیاں پیدا ہو گئیں تھیں، ان دو پہاڑوں پر دو بت رکھے ہوئے تھے، حج میں وہاں بھی طواف ہوتا تھے۔ جب لوگ مسلمان ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ بھی کفر کی غلطیوں میں سے ایک غلطی ہے۔ چناں چہ اب وہاں نہ جانا چاہیے، اس پر یہ آیت اتری۔

(...... صفا اور مروہ کے طواف کو سعی کہا جاتا ہے۔ یہ حج کا رکن ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ سعی فرمائی اور اس کے کرنے کا حکم بھی دیا:

كما عن حبيبة قالت رايت رسول الله ﷺ يطوف بين الصفا والمروة .... وهو يقول : ((اسعوا فان الله كتب عليكم السعى))

[اخرجه احمد وغيره]

امام شافعی اور دوسرے بعض سلف کا یہی مذہب ہے۔ وھو ارجح تطوع سے مراد یہ ہے کہ قدر واجب سے زیادہ پھیرے لگانا، یعنی آٹھواں اور نواں طواف بہتر ہے منع نہیں۔ [ابن کثیر]

......حنیف رحمہ اللہ)

❷: آنحضرت ﷺ کے اُن اوصاف کو جن کا تذکرہ توریت میں تھا جب اہل کتاب نے چھپایا تو اُس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔

پہلی شریعتوں میں توبہ نہیں تھی، اس شریعت محمدی کی ایک خصوصیت توبہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان اہل کتاب کو یہ بھی جتلا دیا کہ اگر چہ تمہاری شریعت میں توبہ نہیں ہے لیکن تم اگر شریعت محمدی کے تابع ہو جاؤ گے اور آئندہ اپنی بدکرداریوں سے باز آ کر توبہ کرو گے تو اس شریعت کے طفیل جس کا خاصہ توبہ ہے اور جس شریعت کے نبی کا نام نبی التوبہ ہے، تمہاری توبہ قبول ہو جائے گی۔

[ابن کثیر]

❸: یہ اُن کے حق میں ہے جن کو خدا کا حکم پہنچا لیکن انہوں نے دنیاوی غرض کے واسطے چھپا رکھا۔

(...... اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنے مفاد کے لیے حق بات کو چھپانے والا معلون ہے۔ ....حنیفؒ)

❹: مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی صفت پوچھی تھی، اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

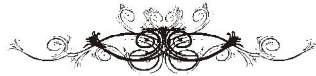
حدیث میں آیا ہے کہ اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے:

﴿ والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم ﴾

﴿ الٓم الله لا اله الا هو الحى القيوم ﴾

[یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابن کثیر و خازن، سید احمد حسنؒ]

[باقی آئندہ]



درسِ حدیث

توفیق الباری

"الادب المفرد" للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیوکرول شالامار باغ۔لاہور)

٦٢٧۔ عن أنسٍ قالَ: قُحِطَ المَطَرُ عامًا، فقامَ بعضُ المسلمينَ إلى النَّبيِّ ﷺ يومَ الجمعةِ، فقالَ: يا رسول اللّٰهِ قُحِطَ المَطَرُ، وأجدَبَتِ الأرضُ، وَهَلَكَ المالُ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا يُرىٰ فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابةٍ فَمَدَّ يَدَيْهِ حتّى رأيتُ بَيَاضَ إبْطَيْهِ يَسْتَسْقِي اللّٰهَ، فمَا صَلَّيْنَا الجمعةَ حتّى أهمَّ الشَّابَّ القريبَ الدَّارِ الرُّجُوعُ إلى أهْلِهِ، فدَامَتْ جمعةً، فلمَّا كانتِ الجمعةُ الّتي تَلِيهَا فقالَ: يا رسولَ اللّٰه تهدَّمَتِ البُيُوتُ، واحْتَبَسَ الرُّكْبَانُ، فتبسَّمَ لسرعةِ مَلَالَةِ ابْنِ ادَمَ، وَقَالَ بيدِهِ: ((اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) فَتَكَشَّطَتْ عَنِ المَدِيْنَةِ ۔ [صحيح]

''انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال بارش نہ ہوئی کچھ مسلمانوں نے جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا، بارش رک گئی اور زمین خشک ہوگئی اور مال ہلاک ہوگئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی آسمان پر کہیں بادل دکھائی نہیں دیتے تھے۔ ہاتھ اتنے دراز کیے کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ نے اللہ سے پانی کی دعا کی ابھی ہم جمعہ کی نماز ختم بھی نہ کرسکے تھے۔ قریب ترین مکانوں کے جوان اپنے گھروں کو واپس جانے کی فکر کرنے لگے۔ بارش کا سلسلہ جمعہ تک رہا جب دوسرا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا اللہ کے رسول مکان گر گئے، قافلے رک گئے۔ آپ اولادِ آدم کے جلد گھبرا اٹھنے پر مسکرائے اور ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ! ہمارے چاروں طرف بارش برسا ہم پر نہ برسا تو بادل مدینہ پر سے چھٹ گئے۔''

٦٢٨۔ عن عائشة رضى الله عنها أنّها رأتِ النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو رَافِعًا يَدَيهِ يقولُ: ((اللّٰهُمَّ إنَّما أنَا بَشَرٌ فلا تُعَاقِبْنِي، أيُّما رجلٍ منَ المؤمنينَ آذيتُهُ أو شتمتُهُ فلا تُعَاقِبْنِي فيهِ))

''عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ نبی ﷺ کو ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کرتے دیکھا، آپ یہ دعا کر رہے تھے: اے اللہ! میں بشر ہوں تو مجھے سزا نہ دینا، جس مومن آدمی کو میں نے اگر تکلیف دی ہو یا برا بھلا کہا ہو تو بھی اس بارے میں مجھے سزا نہ دینا۔''

٦٢٩۔ عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰه أنّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرو قالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ لَكَ فِيْ حِصْنٍ وَمَنْعَةٍ؟ حِصْنِ دَوْسٍ؟ قَالَ فَأَبىٰ رسولُ اللّٰه ﷺ، لِمَا ذَخَرَ اللّٰهُ لِلأنْصَارِ، فَهَاجَرَ الطُّفيلُ وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِن قومِهِ، فمرضَ الرَّجلُ فَضَجِرَ ...... أو كلمةٌ شبيهةٌ بها ...... فَحَبا إلى قَرْنٍ فأخذَ مِشْقَصًا فَقَطَعَ وَدْجَيْهِ فَمَاتَ، فرآه الطُّفَيلُ فِي المنَامِ قالَ: مَا فُعِلَ بكَ؟ قَالَ: غُفِرَ لِيْ بِهجرَتِي إلَى النَّبيِّ ﷺ قَالَ: مَا شَأْنُ يَدَيْكَ؟ قالَ فقيلَ: إنَّا لا نُصْلِحَ مِنكَ مَا أَفْسَدْتَ مِنْ يَدَيْكَ، قَالَ: فَقَصَّها الطُّفيلُ على النَّبيِّ ﷺ،

فقالَ: ((اَللّٰھُمَّ ولِیدَیْهِ فَاغْفِرْ)) ورَفَعَ یَدَیْهِ! [صحیح]

''جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں طفیل بن عمر دوسی نے رسول اللہ ﷺ کو پیش کش کی آپ قلعہ دوس اس کی حفاظت میں قیام کرنا پسند فرمائیں۔ آپ ﷺ نے مدینہ کے قیام کو جس کو اللہ تعالیٰ نے انصار کے لیے ذخیرہ بنادیا تھا کی وجہ سے انکار کردیا۔ طفیل اور اس کی قوم کے ایک آدمی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی وہ آدمی بیمار ہوگیا اور بیماری کی وجہ سے تنگ دل ہوگیا یا اس کے مشابہ کوئی لفظ کہا۔ اس نے ترکش کی طرف گھسٹ کر ایک تیر لے کر اپنے ہاتھوں کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ خون کثرت سے نکلنے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت طفیل نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کردیا ہے۔ میں نے پوچھا تیرے ہاتھ کا کیا حال ہے؟ کہا مجھ سے کہا گیا کہ تو نے اپنے ہاتھوں کو خود خراب کیا ہے ہم اس کو صحیح نہیں کریں گے۔ حضرت طفیل نے اس واقعہ خواب کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔''

٦٣٠۔ عن أنسِ بنِ مَالكٍ قالَ: كَانَ رسولُ اللّٰه يَتَعَوَّذُ يَقُولُ: ((اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوذُبِكَ مِنَ الكَسَلِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُبنِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الهَرَمِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ)) [صحیح]

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پناہ مانگتے تھے اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کاہلی سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں بزدلی سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں بڑھاپے سے، اور تیری پناہ میں آتا ہوں بخل سے۔''

٦٣١۔ عن أبی هريرة، عن رسولِ اللّٰه ﷺ قالَ:

((قَالَ اللّٰهُ عزَّوجَلَّ: أَنَا عندَ ظَنِّ عَبْدِی، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِیْ))

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: بندہ جو میرے متعلق گمان رکھتا ہے میں اس کے مطابق اس سے برتاؤ کرتا ہوں۔ میں اس کے بالکل قریب ہوتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔''

فائدہ: اس باب کی احادیث اپنی دلالت کے اعتبار سے رفع الیدین فی الدعا (یعنی دعاء کرتے ہوئے ہاتھ اٹھانے چاہئیں) کے مسئلہ میں واضح ہیں۔ ترغیب فی الدعاء (یعنی دعا کی رغبت دلانے) کے باب میں دعا کے اور خصوصاً مسنون دعاؤں کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ ہر مومن کو دعا کرنے پر ابھارتے ہیں۔ اس علم میں مستقل کتابیں تالیف وجمع ہوچکی ہیں۔ علم دعوات کی آخری تالیف ''نزل الابرار'' ہے اور معمولی دعائیں جس سے کسی مسلمان کو غفلت کرنا زیبا نہیں ہے ''غراس الجنه'' میں مرقوم ہیں اور اصح الصحیح ہیں۔ [نواب صاحب]

باب: سیّد الاستغفار

سیدالاستغفار

٦٣٢۔ عن شدّاد بن أوس، عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: ((سَیِّدُ الاسْتِغْفَارِ: اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِیْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا علی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَبوءُ لَكَ بِنعمتِكَ، وَأَبوءُ لكَ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرْلِیْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، إِذَا قَالَ حِینَ يُمْسِی، فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ ...... أَوْ: كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ...... وإِذَا قَالَ حِینَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يومِهِ ...... مثله)) [صحیح]

''حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سید الاستغفار یہ ہے: اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو میرا خالق ہے، میں

تیرا بندہ محتاج ہوں، میں تیرے عہد اور وعدہ پر ممکن حد تک قائم ہوں میں تیری نعمتوں کا جو مجھے عطا کیں اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں مجھے معاف کردے۔ الٰہ العالمین! تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں میرے گناہوں کو، میں اپنے گناہوں کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اگر کوئی انسان رات کو یہ دعا پڑھے پھر رات میں فوت ہوجائے وہ جنت میں جائے گا۔ اگر کوئی انسان صبح کو یہ دعا پڑھے پھر دن میں فوت ہوجائے وہ جنتی ہے جنت میں جائے گا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں بھی ذکر کیا ہے اور اس استغفار کے منافع اہل علم میں تجربہ شدہ ہیں۔ وللہ الحمد اور صرف استغفار کے فضائل بھی جداگانہ آئے ہیں۔ رسالہ ''محوالحوبہ بالاستغفار والتوبہ'' میں اس جیسی مزید دعائیں بھی شامل ہیں۔ وباللہ التوفیق

٦٣٣۔ عن ابن عمر قالَ: إنْ كنّا لَنَعُدُّ فِي المجلسِ للنّبيّ ﷺ: ((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عليَّ إنّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ)) مائةَ مَرَّة ۔ [صحيح]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں یہ دعا سو دفعہ پڑھ لیتے تھے۔ ہم گنا (شمار) کرتے تھے۔ اے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھ پر نظر رحمت فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

٦٣٤۔ عن عائشةَ رضي اللّٰه عنها قالتْ: صلّى رسولُ اللّٰهِ ﷺ الضُّحٰى ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عليَّ إنّكَ أنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ)) حتّى قالَها مائةَ مَرَّة ۔ [صحيح الإسناد]

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز نفل پڑھی، پھر یہ دعا پڑھی: اے پروردگار! مجھے بخش دے مجھ پر نظر رحمت وشفقت فرما۔ بے شک تو توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

فائدہ: یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ استغفار کی کثرت ہونی چاہیے۔ جس کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ ہر دن کم سے کم سو بار استغفار کرے۔

٦٣٥۔ عن شدَّاد بن أَوْس عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ يقُولَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إلٰهَ إلَّا أَنْتَ، خلقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنا على عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ما استطعتُ، وأعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ ما صنعتُ، أَبُوْءُ لَكَ بنعمتِكَ، وَأَبوءُ لَكَ بذنبِي، فَاغْفِرْ لِيْ فإنّه لا يغفرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنتَ)) قالَ: ((مَنْ قَالَها مِنَ النّهارِ مُوْقِنًا بِهَا فمَاتَ مِنْ يومِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِي فَهُوَ مِنْ أهلِ الْجنَّةِ، وَمَنْ قَالَها مِنَ اللَّيْلِ وهو مُوْقِنٌ بِها فمَاتَ قَبلَ أَنْ يُصْبِحَ فهو مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ)) [صحيح]

''حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سید الاستغفار اس طرح ہے: اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، میں تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکا، اپنے گناہوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں۔ لہٰذا مجھے بخش دے کیوں کہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ حدیث شداد میں بعد ذکر سید الاستغفار کے کہا ہے کہ جس نے یہ استغفار دن میں کہی اور اس پر یقین رکھتا تھا پھر اسی دن مر گیا شام ہونے سے پہلے تو وہ اہل جنت سے ہے۔ اور جس نے کہا اس کو رات میں اور وہ موقن تھا اس پر پھر مر گیا صبح سے قبل تو وہ اہل جنت سے ہے۔''

فائدہ: اس حدیث کے لفظ پہلی حدیث کے مطابق ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ اعوذبك من شر ما صنعت اس حدیث میں ابوء لك سے پہلے آیا ہے باقی سیاق وہی عبارت ہے۔ وللہ الحمد

عقائد وایمانیات

قسط ...... (۲) آخری

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تقاضے

افادات: شیخ الاسلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ...... نظر ثانی واضافہ: محمد عبید اللہ عفیف، بانی مسجد امة العزیز

④......لاحی الا اللہ

کلمہ شریف لا الہ الا اللہ کی تشریح کا چوتھا عنوان قرآن شریف سے ایسا آیا ہے کہ تمام شرک وکفر کی بیخ کنی کرنے میں اکیلا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ دنیا میں جتنی کچھ حرکات یا افعال کسی قسم کے پائے جاتے ہیں یہ سب کے سب زندگی پر متفرع ہیں۔ بے جان چیز سے نہ کوئی حرکت مقصود ہوتی ہے نہ کوئی فعل۔ قرآن مجید بتلاتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز ہمیشہ کے لیے زندہ نہیں اس کا ثبوت قرآنِ مجید کی اس آیت میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

﴿ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [المؤمن: ٦٥]

''اللہ ہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں پس تم اخلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو۔ سب تعریفیں اللہ ربّ العالمین ہی کے لیے مخصوص ہیں۔''

دعویٰ یہ کہ اللہ ہی زندہ ہے دلیل یہ دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس دعوے اور دلیل پر غور کیجیے کہاں تک تطبیق ہے۔ دعویٰ حیات ہے دلیل الوہیت اس لیے کہ حقیقی حیات سوائے حقیقی معبود کے نہیں ہوسکتی۔ یہ ہے توحید خالص جو اسلام پیش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حقیقی حیات سے زندہ نہ جانو۔ جب خود ہی نہیں تو کسی دوسری چیز کو زندگی کیا دے سکتا ہے۔ غالباً یہاں سوال پیدا ہوگا کہ دنیا میں کوئی چیز زندہ نہیں تو کیا ہم انسان جو بولتے ہیں، حرکت کرتے ہیں، افعال شرعیہ اور قانونیہ کے مکلّف ہیں کیا ہم سب بے جان ہیں؟ ہم میں حیات نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری حیات حقیقی زندگی نہیں بلکہ مستعار ہے۔ قرآنِ مجید خود کہتا ہے:

﴿ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

''ہم نے ہر ایک زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے؟'' [الانبیآء: ۳۰]

مزید تاکید

﴿ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ [المؤمن: ٦٨]

''وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں اتنا کہتا ہے ہو جا وہ ہوجاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کے تعلق سے حیات آتی ہے۔ اس کے تعلق قطع ہونے سے فنا آجاتی ہے۔ حقیقی حیات اس کی ہے نہ اس کی۔ دنیا میں جب کسی چیز کی زندگی اصلی نہیں تو دوسرے کو کیا زندگی دے سکتی ہے۔ اس لیے ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ○ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴾

[الجن: ۲۱،۲۲]

''اے نبی ﷺ تو لوگوں کو کہہ دے یقیناً میں تمہارے لیے ضرر یا فائدے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا کہیں پناہ نہیں پاؤں گا۔''

مسلمانوں کے اعتقاد میں حضرات انبیاء علیہم السلام کا درجہ سب سے بڑا ہے اور حضرات انبیاء میں سید الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ شان ہے کہ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے تو دوسرے کسی کا کیا مقام؟ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ؎

جو چاہے کرے بے قیل وقال ۔۔۔ نہیں بولنے کی کسی کو مجال

سفارش کی پروانگی گر نہ دے — تو پھر کون ہے جس کا منہ پڑ سکے
کہ عزت کے دربار میں رو برو — ذرا جا کے ہووے وہاں دو بدو
(عفیف)

(۵)......لامحبوب الا اللہ

کلمہ شریف کی تفسیر کا پانچواں عنوان یہ ہے: ''لامحبوب الا اللہ'' خدا کے سوا کوئی محبوب نہیں ہے۔ چناں چہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ ﴾ [البقرة: ١٦٥]

''بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے ساجھی بناتے ہیں ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے کرنی چاہیے۔ جو لوگ ایماندار ہیں ان کو اللہ ہی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔''

اس آیت میں پہلے مشرکوں کی شکایت ہے اور شکایت کا مضمون صرف یہ ہے کہ اور لوگوں کے ساتھ ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ کے ساتھ محبت ہونی چاہیے۔ یہ ان کا شرک ہے۔ اس کے بعد ایمانداروں کا ذکر جملہ خبریہ کی شکل میں کیا ہے کہ ایمانداروں کی اللہ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے یعنی ان کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ خدا کی محبت سب سے زیادہ دل میں رکھتے ہیں۔

سوال: ہم اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں، بیوی سے پیار کرتے ہیں، نبی اور رسول سے محبت رکھنا عین ایمان ہے۔ پھر یہ کیوں کر صحیح ہوگا: '' لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہ ؟''

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ ان سب سے جو ہم محبت کرتے تو خدا کے حکم کے ماتحت کرتے ہیں۔ اس نے فرمایا ہے کہ ان سے محبت کرو۔ اس نے حکم دیا ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰہُ ﴾

''اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔'' [آلِ عمران: ٣١]

اگر وہ فرما دیتا کہ ان میں سے کسی کی پیروی یا محبت نہ کرو تو ہم ایسا ہی کرتے۔ اس لیے خدا کی ماتحتی میں ماں باپ یا بیوی بچوں سے محبت کرنا عین خدا سے محبت کرنا ہے۔ لہٰذا یہ کلمہ بالکل ٹھیک ہے: '' لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہ ؟''

⑥......لاموصوف الا اللہ

کلمہ شریف کی تفسیر کا چھٹا عنوان قرآنِ مجید میں سب کا جامع ہے۔ جتنی صفات حسنہ دنیا میں پائی جاتی ہیں، جیسے: خالق، مالک، مختار، حی اور قیوم، قدیم، ازلی، ابدی۔ ان سب کا موصوف اللہ ہی ہے یعنی ''لا موصوف الا اللہ'' چناں چہ ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ﴾ [طه: ٨]

''اللہ حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ تمام صفات حسنہ اور اسمائے حسنیٰ مخصوص اللہ کے لیے ہیں۔''

نتیجہ:

خدا کی صفات میں ایک صفت قدیم بھی ہے۔ بحکم آیت یہ صفت بھی خدا کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ پس جو لوگ اس کے سوا کسی اور چیز مثلاً روح یا مادہ یا مسیح وغیرہ کو بھی قدیم مانتے ہیں، قرآن کی اصطلاح میں وہ خدا کی خالص توحید کے قائل نہیں۔

اعتراض: آریوں، کافروں اور مشرکوں سے جب اس مسئلہ (توحید) میں گفتگو ہوتی ہے تو وہ جھٹ کہہ دیا کرتے ہیں ہم بھی موجود ہیں کیا یہ شرک نہیں؟ حالاں کہ یہ بھی خدا کی صفت میں شرکت ہے۔

جواب: خدا جن معنوں سے موجود ہے ان معنوں سے کوئی چیز موجود نہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان معنی سے کسی نبی یا رسول کو بھی موجود مانے گا تو مشرک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اصلی وجود سے موجود ہے۔ دوسری تمام چیزیں اس کی ایجاد سے موجود ہیں اور صرف اتنے ہی وقت تک موجود ہیں، جب تک وہ ہم کو موجود رکھے۔ اس لیے ہماری مثال بالکل گاڑیوں کے انجن کی سی ہے، انجن چلتا ہے اور گاڑیاں بھی چلتی ہیں مگر دانا ان دونوں کی حرکت میں تمیز کر سکتا ہے کہ انجن کی حرکت اصلی ہے اور گاڑیوں کی حرکت طفیلی۔ دونوں حرکتوں کو یکساں سمجھنا کسی عقل مند کا کام نہیں۔ ٹھیک اسی طرح خدا موجود ہے بغیر کسی کی ایجاد کے۔ ہم موجود ہیں اس کی ایجاد سے۔

استاد نظامی مرحوم نے کیا اچھا کہا ہے: ؎

پناہ بلندی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

مختصر یہ کہ کلمہ اسلام ''لا الٰہ الا اللہ'' حسب تشریح قرآنِ مجید ایسا جامع ہے کہ حدیث شریف میں جو اس کی بابت مفتاح الجنۃ (کلید جنت) کا لقب آیا ہے اس کی تشریح دیکھنے سے اس کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔ لا خالق الا اللہ، لا مالک الا اللہ، لا قاضی الا اللہ، لا حی الا اللہ، لا محبوب الا اللہ، لا موصوف بالصفات الکمالیۃ الا اللہ۔

میں نہایت سچے دل سے نقصان علم وعمل کا اعتراف کر کے کہتا ہوں کہ مجھ سے اس پاک کلمہ کی پوری تشریح اور پوری تفسیر نہیں ہو سکی اور نہ ہو سکتی ہے۔

﴿ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴾ [البقرة: ۳۲]

عیسائی، ہندو اور آریہ مصنف اس تشریح کے ساتھ خدا کی توحید ہم کو اپنی کتابوں میں دکھلا سکتے ہیں!؟ جہاں تک ہمارا مطالعہ شہادت دیتا ہے، ہرگز نہیں۔

آہ سلام!

کیا جانے تجھ میں کیا ہے کہ لوٹے ہے تجھ پہ جی
یوں کیا جہاں میں کوئی حسیں نہیں

(مناظر اسلام بلکہ شیخ الاسلام) محمد ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسلامی کلمہ یا اسلامی عنوان کا دوسرا حصہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے لا الٰہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح بھی سننی چاہیے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین لفظ ہیں۔ محمد، رسول اور اللہ۔ محمد تو نام ہے بندے کا اور اللہ نام ہے خدا کا اور رسول کے معنی فرستادہ یعنی محمد اللہ کا فرستادہ (بھیجا ہوا) ہے۔

رسول کی پوری تعریف یہ ہے ایک آدمی جو مخلوق کی ہدایت کے لیے براہ راست اللہ تعالیٰ کے ہاں سے مامور ہو کر آئے۔

علمائے اسلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے دلائل کئی طرح دیئے ہیں:

① ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے

② ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم عام سے

③ ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آئندہ پیش گوئیوں سے

④ ......ان پیش گوئیوں سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سابقہ انبیاء نے کی ہیں۔

⑤ ......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روزمرہ کے اخلاق سے

کچھ شک نہیں کہ دلائل کی نوعیت زمانہ سے تعلق رکھتی ہے جس زمانہ میں جس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کو اس قسم کی دلیل سے تشفی ہوتی ہے۔ موجودہ زمانہ کے بہت سے لوگ (ان پیش گوئیوں سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سابقہ انبیاء نے کی ہیں) اس کو محض حکایات سمجھتے ہیں۔ تاہم عیسائیوں کی طرف سے زور دیا جاتا ہے کہ رسول کے لیے کسی پہلے رسول کی پیش گوئی کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ایسے دلائل سے کام لیں کہ رسالت محمدیہ ہر قسم کے لوگوں پر حجت ہو سکے۔

حضرات انبیاء کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کثیر پیش گوئیوں میں سے مختصر حسب ذیل ہے:

① ......حضرت موسیٰ کی پیش گوئی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی پیدا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا اور نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔

[استثناء، باب: ۱۸، فقرہ: ۱۸ تا ۲۲، ص: ۱۸٤]

② ......پطرس اپنی کتاب رسولوں کے اعمال میں حضرت موسیٰ کی پیش گوئی کی تصدیق میں لکھتا ہے:

کیوں کہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لیے ایک نبی میری مانند اٹھائے گا

جو کچھ وہ کہے اس کی سب سنو اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سنے وہ قوم میں سے پست کیا جائے گا۔

جب ابراہیم سے کہا تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹو عسوع کو اٹھا کر پہلے بھیجا کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی بدیوں سے پھیر کے برکت دے۔ [اعمال باب باب ۳، فقرہ ۱۹ تا ۲۶]

پطرس کے اس کلام سے کئی ایک باتیں ثابت ہوتی ہیں:

① ......اوّل یہ کہ وہ اپنے مخاطبوں کو تاکید کرتا ہے کہ حضرت مسیح کے دوبارہ آنے سے پہلے ایک رسول کا آنا ضروری ہے وہ رسول وہی ہے جس کی بابت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی ہوئی تھی۔

پھر آگے چل کر کہا ہے کہ خدا نے مسیح کو اس رسول سے پہلے اس لیے بھیجا تا کہ وہ اس سے پہلے آ کر اس موعود نبی کی بدگوئی سے لوگوں کو بچائے۔ مطلب صاف ہے جناب مسیح اس پیش گوئی کے مصداق ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس کے مصداق وحید محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔

② ......دوسری پیش گوئی جناب مسیح فرماتے ہیں: اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور میں اپنے باپ (اللہ) سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی۔

[یوحنا باب: ۱٤، فقرات ۱۵ تا ۱۷، ص: ۱۸۹]

اور یہ کلام جو تم سنتے ہو میرا نہیں میرے باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہتے ہوئے تم سے کہیں لیکن وہ تسلی دینے والا مددگار جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب چیزیں سکھا دے گا اور اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تا کہ جب وہ وقوع میں آئے تو ایمان لاؤ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لیے اس جہاں کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں۔ [انجیل یوحنا باب: ۱٤، فقرات ۲۵، ۲٦، ۲۹، ۳۰، ص: ۱۸۹، طبع بائبل سوسائٹی لاہور]

جناب مسیح علیہ السلام آنے والے اور تسلی دینے والے (نیا ترجمہ مددگار) کی بابت جو فرمایا ہے اس کی مزید اس انجیل (یوحنا) کے سولھویں باب سے ہوتی ہے۔

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے۔ کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے عدالت سے تقصیر ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ راستی اس لیے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم پھر مجھے نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لیے کہ اس جہان کے سردار کو حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں، پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ روح حق آئے تو تمہیں ساری سچائی کی وہ راہ بتا دے گی۔ اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور آئندہ کی خبریں دے گی وہ میری بندگی کرے گی۔ [انجیل یوحنا باب: ١٦، فقرہ ٧ تا ١٦، ص: ١٩١]

اس بیان میں جناب مسیح علیہ السلام نے ان سب شبہات کی کافی تردید فرما دی ہے جو آج کل کے منکرین نبوت محمدیہ کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ جناب مسیح علیہ السلام نے اس آنے والے کی بابت صاف فرمایا ہے کہ وہ یہ کام کرے گا۔

① ......جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لائے ہوں گے ان کو قصور وار ٹھہرائے گا۔

② ......وہ آنے والا سچائی کی راہ بتلا دے گا اور آئندہ کی خبریں بطور پیش گوئی بتائے گا۔

③ ......میری بندگی اور تعظیم کرے گا۔

ان سب کی تشریح کچھ مشکل نہیں۔ آیئے ہم بتلا دیں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے رسول محمد ﷺ پر صادق آتی ہیں۔

⊙ ......نزول قرآن کے وقت عرب کے یہودی حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بدگوئی اور ناکردہ گناہ کی تہمت لگاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے اس زبردست گروہ کی ہاں میں

ہاں نہیں ملائی بلکہ صاف لفظوں میں ان کی تردید فرمائی اور کھلے طور پر اعلان کرایا گیا:

﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ ۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ﴾ [المآئدة: ۷۸]

''یہودی جو کافر ہیں ان پر حضرت داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت ہے۔''

⦿......حضور ﷺ نے سچائی کی راہ ایسی بتائی کہ تمام دنیا کے مشرکوں کو توحید الٰہی سکھائی اور آئندہ کی خبریں بتلائیں۔حضور ﷺ کی دو پیش گوئیاں پیش خدمت ہیں:

①......قرآنِ مجید میں مذکور ہے:

﴿ وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ وقف النبیؐ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [البقرة: ۱۴۸]

''اور ہر ایک دین والے کا ایک قبلہ ہے جدھر وہ منہ کرتا ہے۔تم اے مسلمانو نیکیاں کرنے میں آگے بڑھو تم جہاں کہیں ہوگے اللہ تمہیں اکٹھا کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔''

کعبہ شریف کی طرف نمازیں پڑھنے کے حکم پر آئندہ زمانے کے متعلق ارشاد ہے۔ ہر ایک مسلمان کعبہ کی کسی نہ کسی طرف رخ کرے گا یعنی اسلام چاروں طرف پھیل جائے گا۔ پس تم لوگ نیک کام (تابع داری کرنے میں) جلدی کرو۔

پھر فرمایا کہ جہاں جہاں تم لوگ ہوگے یعنی مسلمان دنیا کے جس حصے میں بستے ہوں گے اللہ تعالیٰ تم سب کو ایامِ حج میں حرم کعبہ میں جمع کردیا کرے گا۔

اس آیت میں دو پیش گوئیاں ہیں جو دونوں صادق ہوچکی ہیں اور ہورہی ہیں (اور قیامت کے قیام تک صادق ہوتی رہیں گی۔عفیف)

(الف)......کعبہ کی ہر طرف مسلمان پھیلیں گے اور اس کی ہر طرف نماز پڑھیں گے۔

اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ مسلمانان دنیا کعبہ کی ہر طرف آباد ہیں اور وہ جس طرف بستے ہیں اسی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔﴿ هُوَ مُوَلِّيْهَا ﴾ کی تصدیق کافی ہے۔دنیا کی ہر طرف سے حاجی لوگ پہنچتے ہیں اور کعبہ میں سب جمع ہوتے ہیں جس سے ﴿ يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ ﴾ کی تصدیق ہوتی ہے۔یہ دو پیش گوئیاں بطور نظیر کے کافی ہیں۔ان دو میں سے تیسری بطور نتیجہ کے یہ نکلتی ہے کہ اسلام اقطاع عالم میں پھیل جائے گا اور الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔

چمکا جو اس جہاں میں ستارہ محمدی
لاکھوں ہوئے یہود و نصاریٰ محمدی

رسول اللہ ﷺ نے جناب مسیح کو جس قدر عزت سے یاد کیا ہے ایک انسان کے لیے وہ اعلیٰ درجہ کی عزت ہے اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ غور سے سنیے!

﴿ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴾ [آلِ عمران: ۴۵]

''اس کا نام مسیح بن مریم ہوگا دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور مقرب بندوں میں سے ہوگا۔''

دلیل عام:

یہ دلیل تو خاص عیسائیوں کے لیے ہے اس لیے ایک مختصر سی دلیل ہم ایسی بیان کرنا چاہتے ہیں جو سب منکرین کے لیے کارآمد ہے۔ کچھ شک نہیں کہ حضور پیغمبر خدا ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

دعوائے نبوت کے بعد حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق علم وعمل سے دنیا میں کیا نمونے پیش کیے اہل دنیا سے مخفی نہیں۔ عرب اور دنیا کے مشرکوں کو توحید کا سبق پڑھایا۔اللہ تعالیٰ کی حکومت کا سکہ دلوں پر قائم کیا اور دنیا کو عام طور پر سنادیا:

﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴾ [فاطر: ۱۳]

''یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے ساری دنیا میں اسی کی حکومت ہے۔اس کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک دھاگے کا

بھی اختیار نہیں رکھتے۔''
عملی طور پر دکھایا کہ آپ کے منہ سے جھوٹ نہیں نکلا نہ کسی معمولی واقعہ میں نہ کسی آئندہ کی پیش گوئی میں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے کرتے پاؤں پھول جاتے مگر تہجد گزارنے میں سستی نہ کرتے۔ جن لوگوں کو کبھی شب کے وقت کسی موقعہ پر اٹھنے کا موقع ملا ہوگا۔ وہ جان سکتے ہیں کہ کیسا تکلیف کا وقت ہوتا ہے تو کیا ایسے وقت میں روزانہ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونا، اس کے آگے گڑگڑانا کسی ایسے شخص کا کام ہے جو خدا سے ہٹا ہوا ہو؟ اس کی مرضی کے خلاف چلنے والا ہو؟ ہرگز نہیں......!

حضور ﷺ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور جلالت اس قدر جاگزیں تھی کہ چلتے پھرتے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہی تھے۔ خاص ان مواقع میں جہاں انسان کی حالت میں خصوصیت سے انقلاب آتا ہے خدا کو نہ بھولتے۔ کسی بلندی پر چلتے چڑھتے تو اپنی اس بلندی پر نظر کر کے فرماتے اللہ اکبر، اللہ اکبر (خدا سب سے بڑا ہے۔) نیچے اترتے تو اپنی پستی پر خیال کر کے پستی کے عیب سے خدا کی پاکی بیان کرتے۔ فرماتے سبحان اللہ (خدا پاک ہے۔) سواری پر چڑھتے تو بھی خدا کو نہ بھولتے فرماتے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴾ [الزخرف: ۱۳،۱۴]

''خدا سب عیبوں سے پاک ہے جس نے اتنے بڑے جانور کو ہمارے تابع کر دیا ورنہ ہم تو اس کے نزدیک بھی نہ جاسکتے اور بے شک ہم اپنے پروردگار کی طرف جانے والے ہیں۔''

غرض اسی طرح کی ہر ایک حالت اور موقع پر خدا کو یاد رکھتے۔ یہاں تک کہ کپڑا پہننے، بول و براز کو جانے اور نکلنے کے وقت بھی خدا ہی کی طرف دھیان رہتا۔

میں ایک دفعہ ایک غیر مسلم دوست کے ساتھ تانگہ پر بیٹھا اور یہ دعا پڑھنے کے بعد میں نے اس دوست سے پوچھا کہ آپ نے بھی بہت سے مذاہب کی کتابیں دیکھی ہیں کیا کسی مذہب میں یہ ہدایت بھی دیکھی ہے کہ سواری پر چڑھتے ہوئے یہ کہنا چاہیے جس سے خدا کی عظمت اور جلالت کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کا جواب اس دوست نے وہی دیا جس کا مجھے بھی علم تھا یعنی نہیں۔ میرے خیال میں یہ بات بڑی مضبوطی سے جانشین ہے کہ منکرین نبوت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ اگر آنحضرت فداہ ارواحنا کی سوانح عمری بہ نظر تحقیق یعنی اس نگاہ سے دیکھیں جس نگاہ سے ایک مذہبی پیشوا اور ایسے ہادی کی زندگی کے حالات دیکھے جاتے ہیں جو مخلوق کو دین کے ساتھ دنیا سکھانے آیا ہو یعنی جن کی زندگی کا مقصد یہی نہ ہو کہ بندوں کو محض عبادت سکھائے بلکہ عبادت کے ساتھ ساتھ دنیا میں فطری اصولوں پر زندگی گزارنے کی تعلیم دینا بھی اس کا مقصد ہو تو ایسی نگاہ میں یہ بات جم جائے گی۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نتیجہ:

اب ہم روئے سخن مسلمانوں کی طرف لاکر بطور نتیجہ ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔ بھائی مسلمانو! تمام دنیا کا ہم سے جتنا کچھ اختلاف ہے، جس نے دنیا کے لوگوں کو ہم سے جدا کر رکھا ہے، وہ سارے کا سارا ایک ہی فقرہ میں آسکتا ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ (ﷺ) ہم اس کے ماننے والے ایک طرف ہیں اور اس کے منکرین دوسری طرف۔ آج دنیا کے لوگ اگر اس فقرہ کو مان جائیں تو ہم سے ان کا اصولی اتفاق ہو سکتا ہے۔ تو کیا یہ فقرہ کوئی معمولی فقرہ ہے؟ کیا اس کے قائل اور منکر کو یکساں جانتے ہیں؟ جہاں تک میرا خیال ہے ہرگز نہیں۔ تو آپ لوگ اس فقرہ کی تصدیق خدا کی نعمت نہیں جانتے؟ بیشک...... کیا آپ لوگوں کا خیال نہیں کہ جس بشر کو اس فقرہ کی تصدیق میسر ہو وہ بڑا ہی خوش قسمت ہے؟ بے شک...... پس جب واقعہ یہ ہے تو پھر کتنا ضروری ہے کہ اس سنہرے فقرہ کو غور سے سمجھیں، اس کے پر اسرار معانی پر غور کریں، اس کے نتائج کو سوچیں تو مسلمانوں کے بھلے ایام آسکتے ہیں۔

میرے ناقص خیال میں جو آتا ہے وہ یہ ہے:

شرک و کفر کی بنیاد اکھاڑ کر خالص توحید کی جڑ مضبوط کرنے والا

لاالٰہ الا اللہ ہے، اور تمام بدعات اور فضول رسومات سے ہٹا کر خالص سنت مطہرہ کی شاہراہ پر لانے والا ''محمد رسول اللہ'' ہے، ممکن ہے۔

کسی صاحب کو میری اس رائے سے اختلاف ہو مگر بحکم ۔

مجھے تو منظور ہے مجنوں کو لیلیٰ
نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

اس کا قائل ہوں اور یہی جانتا ہوں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ماننے کا مطلب یہی ہے کہ جملہ امور مذہبی میں اپنی نظر در رسالت پر لگی ہو ۔

پوچھے اگر وہ قاصد کہہ دیجیے یہ صاف
سینے میں دم ہے آنکھ ہے در پر لگی ہوئی

مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو اس کا فرض ادا کر سکیں جو ایک مسلمان پر محمد رسول اللہ ﷺ کہنے سے عائد ہوتا ہے۔ ہاں میں اتنا کہہ سکتا ہوں جو محمد رسول اللہ ﷺ کا قائل ہوتا ہے وہ گویا اپنے آپ پر اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے کہ میں کسی دینی کام میں اور مذہبی امور میں آزاد نہیں بلکہ جملہ اقسام کی برکت میری اسی میں ہے کہ میں نے جس ذات ستودہ صفات کو خدا کا رسول مانا ہے ہر امر میں اس کی تابع داری کروں خواہ اس کی تعلیم میری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، میرا اصول یہی ہو ۔

مپندار سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز بے مصطفیٰ

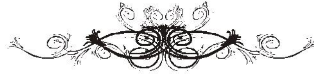
اس لیے میرا فرض ہے کہ کوئی کام نہ تو اپنی مرضی سے کروں اور نہ کسی کی رائے سے بلکہ اس طریق پر کروں جو محمد رسول اللہ ﷺ فرما دیں یا کریں۔ کوئی مسلمان اس نقشہ کو سامنے رکھے جس کا رکھنا اس کو ضروری ہے تو آج کل کی مروّجہ بدعات تقریر ہو یا بزم میلاد، گیارویں یا بارویں ایک دم اس کی نگاہ میں قابل ترک اور فعل مذموم نظر آنے لگیں گی۔ کیوں کہ ایسا مسلمان ہر کام شروع کرنے سے پہلے خیال کرتا ہے کہ میرا آقا میرا سردار جو میرے اور خدا کے درمیان باوصف رسالت واسطہ ہو کر آیا ہے۔ جس کا مختصر لقب محمد رسول اللہ ﷺ ہے اس نے یہ کام کیا یا فرمایا تھا یا نہیں۔ اس غور وفکر کے بعد اگر وہ کیا یا فرمایا پاتا ہے تو کر لیتا ہے، اگر نہیں تو چھوڑ دیتا ہے چاہے اس کام کے کرنے والا کوئی بھی ہو۔ اس کی نگاہ میں جو ذات ستودہ صفات رسالت سے موصوف ہے وہی حق رکھتی ہے کہ اس کے قول اور فعل پر بلا کھٹکا عمل کیا جائے۔ وہی شاہراہِ الٰہی ہے، وہی اس شعر کا مصداق ہے ۔

محمد عربی کا بروے ہر دوسرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

مسلمان بھائیو!

محمد رسول اللہ ﷺ کہنے کے نتائج بہت ہی داناؤں کے لیے اس قدر کافی ہیں۔ باقی تفصیل سے کلمہ شریف لاالٰہ الا اللہ کی تفسیر دیکھنی ہے تو مولانا اسماعیل شہید متوفی ۱۸۳۱ء قدس اللہ العزیز سرہ کی کتاب (تقویۃ الایمان) دیکھو اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جزء محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر چاہو تو اس کے ساتھ رسالہ تذکیر الاخوان پڑھو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔



تعلیم وتربیت

عالم جلیل، مفتی عالم اسلام، سماحۃ الشیخ

عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی نصیحت

ترجمہ: امان اللہ عاصم (جھبراں)

میرے اسلامی بھائیو! میں تمہیں تقویٰ، پرہیز گاری اور خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرمؐ نے یہی وصیت فرمائی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آیا ہے:

﴿ للّٰہ مافی السموات وما فی الأرض ولقد وصینا الذین أوتوا الکتاب من قبلکم وإیاکم ان اتقوا اللہ ﴾

''زمین وآسمان میں اللہ ہی کی حکمرانی ہے اور ہم نے تم سے قبل اہل کتاب کو اور تمہیں بھی اللہ سے ڈرنے کی وصیت کی ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یا ایھا الناس اتقوا ربکم ...... ﴾

''لوگو! اپنے رب سے ڈرتے رہو۔''

اور فرمایا:

﴿ یا ایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداًیصلح لکم اعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما ﴾

''ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی صاف بات کیا کرو۔ اللہ تمہیں اعمال صالحہ کی توفیق دے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ عالی شان کامیابی حاصل کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ ہر انسان اس بات پہ غور کرے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اللہ سے ڈرتے رہو اللہ یقیناً تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا اور اللہ نے انہیں ان کی ذاتوں سے بے خبر کردیا وہ یہی تو فاسق لوگ ہیں۔ اہل جنت اور اہل دوزخ برابر نہیں ہوسکتے۔ اہل جنت تو کامیاب لوگ ہیں۔''

ہم اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں کامیاب لوگوں میں شامل فرمائے۔

میرے اسلامی بھائیو! ہر مرد وعورت، عجمی وعربی، تمام بنی آدم پر اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ فرض ہے۔ انہیں اسی مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور انہیں اس کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ﴾

''میں نے جن وانس کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ﴾

''لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو، اسی نے تمہیں اور تم سے قبل آنے والوں کو پیدا کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو یہی پیغام دے کر مبعوث کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت ﴾

''ہم نے ہر امت میں رسول یہی پیغام دے کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ

کی عبادت کرو، طاغوت سے دور رہو۔''

تقویٰ، ایمان، ہدایت، اسلام، نیکی اور اللہ ورسول کی اطاعت، یہ سب اسی عبادت کی صورتیں ہیں جس عبادت کے لیے انسانوں کو پیدا کیا، جسے بجالانے کا انسانوں کو حکم دیا گیا اور جس کی تعلیم وتبلیغ کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث کیا گیا۔ تمام جن وانس، مرد وعورت کے ذمہ فرض ہے کہ اللہ سے ڈریں، تقویٰ اختیار کریں اور اس عبادت کو اللہ کی توحید، اخلاص، اللہ کے حکموں کی تعمیل واطاعت، اس کے منع کردہ امور سے اجتناب، اس کی حدود پر وقف، اس سے ثواب کی امید اور اس کی سزاؤں اور عذابوں سے ڈر اور تحفظ جیسی خوبیوں سے مزین ومحقق کر کے انجام دیں۔

فہم دین کی ضرورت:

اس امر کی کما حقہ تکمیل کے لیے دین کی سمجھ، تفقہ اور تعلیم کا ہونا ضروری ہے تا کہ ہر مومن مرد وعورت اس عبادت کو صحیح معنوں میں پہچان سکے جس کی بجا آوری ان کی تخلیق کا مقصد ہے۔ اور وہ اسلام اور ایمان سے حقیقی آشنائی حاصل کر سکیں۔ دین کا فہم اور اس کا علم اس آشنائی کے لیے بہت ضروری ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کا فہم عطا کر دیتے ہیں۔''

مزید فرمایا:

''جو انسان حصول علم کے رستے پر چلتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کا رستہ آسان کر دیتا ہے۔''

دین کا تفقہ، فہم وتعلم ہر انسان پر واجب ہے تا کہ اسے اپنے مقصد تخلیق وحیات سے واقفیت ہو۔ اور وہ علم اور بصیرت کی بنیاد پر اللہ کی عبادت کرے۔ توحید اور اللہ کی اطاعت ہی اللہ کی عبادت ہے۔ اللہ سے ڈرنا، اس پر ایمان لانا، اس کے انبیاء ورسل پر ایمان لانا، اس کے حکموں کی تعمیل اور منع کردہ امور سے اجتناب بھی اسی کا نام ہے۔ اور یہی حقیقی تقویٰ ہے۔ آپ سب کے لیے اور خود میری ذات کے لیے میری وصیت ونصیحت یہی ہے کہ اللہ کا خوف ہو، دین کا فہم اور اس میں غور وفکر ہو حتیٰ کہ ہر انسان کو واجب اور حرام امور کا علم ہو اور ہر شخص بصیرت ایمانی کی بنا پر جہاں بھی ہو اللہ کی طرف دعوت دے۔

اہم منزل توحید ہے:

تمام تر شرعی امور کی اہم منزل تقویٰ ہے اور تقویٰ کی بنیاد اللہ کی توحید ہے۔ اور ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت کا اصل معنی ومراد یہی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ اسی طرح دوسری شہادت پر ایمان بھی مقصود ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ان دونوں گواہیوں کے مفہوم ومعنی پر غور وفکر اور تدبر کرنا چاہیے۔ یہ دونوں دین کی اصل اور ملت کی اساس ہیں۔ لہٰذا اللہ کی توحید کا اقرار کیا جائے اس کی اخلاص کے ساتھ عبادت کی جائے، اور اس کے رسول پر ایمان لایا جائے کہ آپ تمام جن وانس کے لیے اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کا اتباع اور آپ کے دین پر استقامت واجب ہے۔ شہادتین کے بعد پانچ نمازیں اسلام کا ستون اور اہم فریضہ ہے۔ اس پر محافظت ودوام، اس کا فہم اور اہل خانہ اور ہمسایوں کو اس کی نصیحت کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نماز اسلام کا ستون ہے۔''

جس نے اسے ترک کیا وہ کافر ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''مومن انسان اور کفر وشرک کے مابین نماز کا فرق ہے۔''

مزید فرمایا:

''یہود اور ہمارے درمیان جس کام کا فرق ہے وہ نماز ہے جس نے اسے ترک کیا وہ کافر ہو گیا۔''

شہادتین اور نماز کے بعد اسلام کا ستون زکوٰۃ ہے۔ یہ ارکان اسلام میں تیسرا رکن ہے۔ اس کے بعد روزہ اور اس کے بعد حج بیت اللہ ارکان اسلام میں شامل ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

① ......اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق

نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
② ......نماز قائم کرنا۔ ③ ......زکوۃ ادا کرنا۔
④ ......رمضان کے روزے رکھنا۔
⑤ ...... بیت اللہ کا حج کرنا۔''

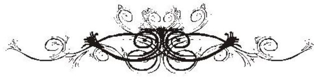
علم کا متلاشی دوسروں کے لیے اسوہ ہوتا ہے:

میرے بھائیو اور بیٹو! اللہ کے دین کی سوجھ بوجھ اور فہم وتفکر، دعوت الی اللہ، اس کی شریعت پر عمل پیرا ہونا، لوگوں کو نیکی کی طرف متوجہ کرنا اور برائی سے روکنا تمہارے ذمہ فرض ہے۔ کیونکہ تم خیر کے امور میں اسوہ ہو۔ تم دین کا علم سیکھتے اور سکھاتے ہو، اللہ کی طرف دعوت دیتے ہو۔ اور تم دیگر افراد معاشرہ کے لیے اپنی ایمان، سیرت اور اخلاق میں ایک نمونہ کی حیثیت رکھتے ہو۔ اور دین کے طالب کی یہی شان ہے کہ اس کی اقتداء ہوتی ہے۔ اس کے قول وفعل اور سیرت و اخلاق سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

میں تمھیں اللہ کے تقویٰ (خوف خدا) اور اس کی دعوت، اس کے دین کی طرف دعوت اور اس پر استقامت و استقلال کی وصیت کرتا ہوں۔ تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، دین پر استقامت اور اخلاق حسنہ میں بھی لوگوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بنو۔

اللہ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو دین پر پختگی اور ثبات عطا فرمائے۔ گمراہ کن فتنوں اور شیطان کے شر سے بچائے۔ جود وکرم کی صفات با کمال اسی اللہ کی ذات کو لائق ہیں۔

یا اللہ! اپنے بندے اور رسول، ہمارے نبی محترم جناب محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب وتابعین پر رحمت وبرکت فرما، آمین۔



مولانا ادریس ہاشمی جوارِ رحمت میں

مولانا محمد ادریس ہاشمی (سیکرٹری جماعت غرباء اہل حدیث پنجاب) ۲۵ مئی ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بروز منگل رات بہ قضائے الٰہی وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مسلک اہل حدیث کی ترویج واشاعت میں دن رات کوشاں رہتے تھے۔ انہوں نے بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لیے مدرسے بنوائے۔ جمعہ وجماعت پنجگانہ کے لیے مختلف مساجد تعمیر کرائیں۔ جماعت اور مسلک کے لیے ہمیشہ رابطے میں رہتے تھے۔ تن تنہا بہت سی دینی واشاعتی ذمہ داریاں اپنے سر لے رکھی تھیں۔ ایک ماہنامہ رسالہ ''صدائے ہوش'' کے وہ چیف ایڈیٹر تھے۔ جامع مسجد امیر معاویہ اہل حدیث ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ، مدرسہ زینبؓ بنات الاسلام اور جامع مسجد غرباء اہل حدیث الرحیم ٹاؤن شاہدرہ، دارالحدیث جامعہ معاویہؓ کے پی ایس روڈ ان کی یادگاریں ہیں۔ مرحوم جذبہ تبلیغ قرآن وسنت سے سرشار تھے۔ چلتے پھرتے اور جماعتی رابطے کرتے کرتے گزشتہ دنوں بخار میں مبتلا ہوئے اور مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا محمد سلفی صاحب (کراچی) نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی، میاں محمد جمیل (کنوینر دعوت التوحید پاکستان، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا نذیر احمد سبحانی، حافظ حماد شاکر، ابوبکر قدوسی، عمر فاروق قدوسی وبرادران، رانا محمد شفیق خان پسروری، چوہدری محمد شفیق ملی شوز، حافظ محمد اسلم شاہدروی، محمد رمضان یوسف سلفی کے علاوہ سیکڑوں علمائے کرام، عزیز واقارب اور اہلیانِ محلّہ نے شرکت کی۔ بعدازاں مرحوم کو لاجپت روڈ شاہدرہ کے قبرستان میں سپرد رحمت باری کیا گیا۔ احباب جماعت سے دعائے مغفرت وبلندی درجات کی درخواست ہے۔

ادارہ الاعتصام مرحوم کی وفات پر تعزیت کناں ہے۔ ان کے پس ماندگان کے غم میں شریک اور احباب جماعت غرباء اہل حدیث سے بھی تعزیت کرتا ہے۔ اللھم اغفرلہٗ وارحمہٗ وعافہٖ واعف عنہٗ [محمد سلیم چنیوٹی]

تذکرہ علمائے اہل حدیث

مناظر اسلام مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ

محمد سلیم چنیوٹی

جماعت اہل حدیث کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اسے بڑے بلند پایہ خطباء و مبلغین، بہترین مناظرین، عمدہ مقررین، محنتی اساتذہ اور مستجاب الدعوات اولیاء اللہ اور عشاقان رسول اللہ ﷺ جیسی صفات سے متصف شخصیات میسر آئیں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ گوجراں والا کا ضلع شخصیات کے اعتبار سے بڑا زرخیز واقع ہوا ہے۔ ہمارے ممدوح مکرم حضرت مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ بھی اسی مردم خیز خطے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت گکھڑوی رحمہ اللہ ایک کامیاب مناظر، محقق عالم دین، بہترین خطیب اور مسلک اہل حدیث کے پاسبان تھے۔ گوجراں والا کی سرزمین سے حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، حضرت مولانا نور حسین گھرجاکھی رحمہم اللہ جیسی عظیم شخصیات کا تعلق تھا جنہوں نے دینی سطح پر بڑے معرکے سر کیے اور پوری جماعت اہل حدیث کا سر فخر سے بلند رکھا۔

مولانا احمد الدین گکھڑوی بہترین مناظر تھے۔ مرزائیوں کے چوٹی کے افراد سے ان کے مناظرے ہوئے۔ مرزائیوں کے جن مناظرین سے یہ نبرد آزما ہوئے ان میں ''احمدیہ پاکٹ بک'' کے مصنف ملک عبدالرحمٰن گجراتی، مولوی اللہ دتہ المعروف ابوالعطاء جالندھری (ربوہ)، مولوی عبداللہ مبشر، مولوی غلام رسول، مولوی محمد یار مرزائی، مولوی سعدالدین وغیرہ شامل تھے۔

مرزائیوں کے ساتھ جن موضوعات پر مناظرے ہوتے تھے ان موضوعات میں حیات مسیح، عقیدۂ ختم نبوت، کذباتِ مرزا غلام احمد قادیانی، صداقت اسلام و ختم نبوت شامل ہوتے تھے۔ ان مناظروں میں مولانا احمد الدین ہمیشہ کامیاب رہتے تھے۔ جب کہ مرزائی مناظرین ان کے دلائل کے آگے بھیگی بلی بنے رہتے تھے۔

مولانا احمد الدین نے جس دور میں دینی سوجھ بوجھ حاصل کی، اُس دور کو مناظروں و مناقشوں کا دور کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ تقسیم برصغیر تک مذہبی و تبلیغی سطح پر متحدہ ہندوستان میں مناظرے عام ہوا کرتے تھے۔ ہر جماعت اور ہر گروہ میں مناظرانہ صلاحیتوں کے حامل لوگ ہوا کرتے تھے۔ ہر گروہ اور جماعت اپنے آپ کو حق اور سچ سمجھتی تھی۔ اہل حدیث جماعت کو بھی چیلنج کیے جاتے تھے۔ اُس وقت جماعتی سطح پر جو معروف و مشہور مناظر اللہ تعالیٰ نے جماعت اہل حدیث کو عطا کیے تھے ان میں شیخ الاسلام، فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا محمد ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی رحمہما اللہ کو اوّلیت حاصل ہے۔ جوں جوں حالات گزرتے گئے جماعت اہل حدیث کو مزید مناظرین کی جماعت میسر آتی رہی۔ قیام پاکستان کے وقت مولانا احمد الدین ایک پختہ ذہن عالم دین تھے۔ وہ مناظرانہ صلاحیتوں سے متصف تھے۔ عیسائیت، مرزائیت اور حنفیت پر انہیں باقاعدہ دسترس حاصل تھی۔

حنفی حضرات میں بریلوی طبقے سے اکثر مناظرے ہوتے تھے اور بڑے دلچسپ ہوا کرتے تھے۔ ان کے مناظروں کی روداد تو کہیں شائع شدہ نہیں مل سکی تاہم ایک روایت ہمارے نہایت واجب الاحترام بزرگ محترم ڈاکٹر محمد یوسف فاروق حفظہ اللہ (وزیر آباد) سے موصول ہوئی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''بریلویوں کے علماء میں ایک مشہور نام مولانا عبدالغفور ہزاروی کا تھا۔ یہ ایک مشہور خطیب اور واعظ تھے۔ مناظرانہ مشغولیت بھی رکھتے تھے اور ان کا کافی شہرہ تھا۔ مگر مولانا احمد الدین گکھڑوی اسے ''عبدالغفور'' کہا کرتے تھے۔ اور ایک دفعہ مولانا گکھڑوی رحمہ اللہ اس

مولوی صاحب کے علاقے میں تشریف لے گئے اور اپنی جماعت اہل حدیث کے لوگوں سے کہنے لگے کہ جاؤ ''عبدالغفور'' سے کہو کہ ''احمد الدین'' آیا ہوا ہے۔ اگر وہ میرا سن کر اپنی مسجد سے باہر آ گیا تو میں یہ شہر ہی چھوڑ جاؤں گا۔

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ وزیر آباد کے نواح میں ایک گاؤں داد والی شریف ہے۔ وہاں ایک پیر میاں بڈھا صاحب ہوا کرتے تھے اور پیری مریدی کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اہل حدیث حضرات کو اپنے روایتی اختلافی مسائل مثلاً نور و بشر، حاضر و ناظر، نور من نور اللہ وغیرہ پر مناظرے کا چیلنج کر رکھا تھا۔

مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ اہل حدیث کے مناظر مقرر ہوئے۔ جب علمائے اہل حدیث نے علمی وتحقیقی دلائل پیش کیے اور بریلوی مولویوں پر چھا گئے تو بریلوی عوام اپنے مولویوں کو کوسنے لگے۔ اسی اثنا میں مولانا عبدالغفور ہزاروی بریلوی صاحب اُٹھے اور اعلان کرنے لگے۔ اے بے غیرت مسلمان کہلانے والو! تمہارے لیے ڈوب مرنے اور کٹ مرنے کا مقام ہے۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ جو کنواری لڑکی سے زیادہ خوب صورت اور پھولوں سے بڑھ کر زیادہ خوشبودار تھے۔ ارے تم پر عذابِ الٰہی نازل ہو جائے اور تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ وہابی بار بار نبی پاک ﷺ کو ''کالا کالا'' کہہ رہے ہیں اور آپ سنتے چلے جا رہے ہو۔

یہ سننا تھا کہ عوام کالانعام اہل حدیث بزرگوں پر ٹوٹ پڑے، جو کتب ساتھ لے کر ہمارے علماء مناظرے کے لیے گئے تھے وہ سب ضائع ہو گئیں۔ بہ مشکل جان بچانے کے لیے ایک گنے کے کھیت میں چلے گئے۔

بریلوی عقل کا اندازہ لگائیں کہ علمی سطح پر یہ مناظرہ اہل حدیث جیت چکے تھے۔ مولوی ہزاروی کو شرارت سوجھی کہ اہل حدیث حضرات بار بار صحیح احادیث اور آیاتِ قرآنی پڑھ رہے ہیں۔ ہمارے دلائل کسی کام کے نہیں رہے اور احادیث میں ''قال قال رسول اللہ ﷺ'' سے حدیث کے الفاظ شروع ہوتے ہیں۔ ان الفاظ پر مولوی ہزاروی نے اپنے عوام کو کہا کہ وہابی بار بار ''کالا کالا'' کہہ کر ہمارے نبی ﷺ کی ''توہین'' کر رہے ہیں۔ مولوی ہزاروی نے قال کو کالا میں بدل کر مناظرے کا رخ ہی بدل کر رکھ دیا۔''

مولانا احمد الدین گکھڑوی ۱۹۰۰ء کو موضع جھاں والا (گکھڑ) تحصیل وزیر آباد ضلع گوجراں والا میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم ایک شریف النفس انسان تھے۔ اُن کا نام حاجی اللہ دتہ تھا۔ حاجی اللہ دتہ صاحب پیشے کے اعتبار سے آہن گر تھے۔ احمد الدین جب ہوش سنبھال چکے تو اپنے والد گرامی کے ساتھ ہی اسی صنعت کے ساتھ وابستہ ہو گئے اور تمام کام سیکھ لیا۔ آپ بڑے ذہین وفطین اور محنتی انسان تھے۔ کام کرتے جاتے اور ساتھ ساتھ یہ بھی سوچتے تھے کہ اگر میں پڑھنا لکھنا بھی سیکھ لوں تو بہت اچھا ہوگا۔ چناں چہ آپ نے محنت و مزدوری کے ساتھ ساتھ دینی علم کے حصول کے لیے تگ و دو بھی شروع کر دی۔

حافظے کے اعتبار سے بڑے پختہ تھے اس کے ساتھ مستقل مزاج بھی تھے کہ فارسی کی ابتدائی کتابیں ''کریما، گلستان و بوستان، سکندر نامہ کا دیباچہ'' میاں محکم الدین صاحب امام وخطیب مسجد تیلیاں والی اہل سنت والجماعت سے پڑھیں۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے سید محمد حسین صاحب کے پاس چلے گئے۔ اس استاذ گرامی سے مولانا گکھڑوی نے ابواب الصرف، صرف بہائی، صرف میر، زنجانی اور مراح الانوار پڑھیں۔ اس کے بعد مزید علمی تشنگی بڑھی تو قریبی گاؤں موضع نت کلاں تشریف لے جانے لگے اور یہ روزانہ کا معمول تھا۔ صبح اپنے آبائی پیشے کو انجام دیتے اور جب دوپہر ہو جاتی اور کام کا ایک بڑا حصہ انجام دے لیتے تو بجائے آرام کرنے کے اپنے سر پر کپڑا لپیٹتے اور نت کلاں کا رخ کر لیتے۔

اس علاقے میں استاذ پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی رحمہ اللہ کے لائق وفائق شاگرد مولانا سلطان احمد (رحمہ اللہ) قیام پذیر تھے۔ اس استاذ گرامی سے مولانا گکھڑوی نے ہدایۃ النحو، کافیہ الفیہ بمعہ ابن عقیل وغیرہ پڑھیں۔ اس وقت مولانا گکھڑوی رحمہ اللہ پندرہ سال کے پیٹے میں تھے۔ انہوں نے جب سولہویں سال میں قدم رکھا تو آپ

کے والد گرامی حاجی اللہ دتہ صاحب ساٹھ سال کی عمر طبعی پا کر انتقال فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

غم وحزن کے باعث مولانا گکھڑوی نے اپنے والد کی جدائی کو بڑا محسوس کیا مگر اللہ کی رضا کے آگے کسی کو مفر نہیں۔موصوف نے دوبارہ دینی تعلیم پر توجہ دینا شروع کی اور مولانا سلطان احمد صاحب سے مشکوٰۃ شریف اور صحاح ستہ مکمل بڑی توجہ اور انہاک سے پڑھیں۔اس مرحلے کو طے کر لیا تو آپ مزید تعلیم کے لیے گوجراں والا میں مولانا علاؤ الدین رحمہ اللہ کے پاس جانے لگے۔یہاں تین ماہ تک ترمذی شریف اور ابوداؤد پڑھیں۔لیکن دلی اطمینان نہ پا کر دوبارہ مولانا سلطان احمد صاحب کے پاس زانوئے تلمذ طے کیے اور کتب صحاح ستہ دوبارہ پڑھنا شروع کر دیں۔تعلیمی مراحل جوں جوں طے کرتے گئے اخاذ ذہن بھی ساتھ ساتھ کھلتا چلا گیا اور آپ نے تقاریر کرنا اور جمعہ پڑھانا شروع کر دیا۔آپ کی تقاریر پنجابی زبان میں ہوا کرتی تھیں۔بات کرتے تھے مگر روایتی مولوی کی طرح راگ ورنگ یا سرسنگھار سے آواز کو مزین نہیں کرتے تھے۔البتہ موقع کی مناسبت سے شعر بھی پڑھتے تھے۔

مولانا احمد الدین رحمہ اللہ کا رنگ سرخ وسفید، میانہ قد اور مضبوط جسم تھا۔ڈاڑھی مبارک مٹھی بھر تھی۔ڈاکٹر یوسف فاروق حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب وعظ فرماتے تو اپنے دائیں ہاتھ میں قرآن کریم رکھتے اور بائیں ہاتھ سے اپنی قمیص کے ایک کونے کو مروڑتے رہتے تھے۔دوران تقریر جب کوئی تاکیدی جملہ کہنے کا موقعہ آتا تو اپنی بائیں ران پر مکا مارتے اور جوش سے اپنی بات سامعین کو سمجھانے کی کوشش فرماتے۔اس عمل سے آپ کی ران پر ایک سیاہی مائل نشان سا بن گیا تھا۔

آپ کی تقاریر کا شہرہ دور دور تک تھا اور پورے پنجاب میں کوئی علاقہ ایسا نہ تھا جہاں آپ نے توحید وسنت کی آواز نہ پہنچائی ہو۔مولانا احمد الدین گکھڑوی رحمہ اللہ کی تقاریر یا خطبات جن افراد نے سنے ہیں یا مرحوم کی زیارت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ بڑے سادہ مزاج آدمی تھے۔اسلام آباد سے جناب طاہر سلیم صاحب نے فون پر بتایا کہ مولانا گکھڑوی ایک سادہ لباس اور سادہ طبیعت کے صاف گو انسان تھے۔ان کے پیچھے انہیں جمعہ پڑھنے کا بارہا اتفاق ہوا۔عام آدمی پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ ایک منجھے ہوئے خطیب یا مبلغ ہوں گے۔لیکن جب کوئی ان کی مدلل تقریر سن لیتا تو وہ حیران ہو جاتا تھا۔

مولانا محمد سلیمان انصاری رحمہ اللہ (سابق مدیر انتظامی، الاعتصام) تحریر فرماتے ہیں کہ ''مولانا احمد الدین گکھڑوی ایک کامیاب مناظر، بہترین خطیب تھے۔ان کی وفات ۱۴ جون ۱۹۷۳ء کو جمعرات کے دن شام ۴ بجے ہوئی۔

وفات سے چند ہفتے قبل مولانا گکھڑوی کا ایک خط مولانا انصاری مرحوم کو ملا تھا کہ تم گکھڑ آ کر مجھے مل جاؤ۔چناں چہ مولانا انصاری تعمیل ارشاد کرتے ہوئے موصوف کی وفات سے چند دن قبل ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے کئی باتیں ہوئیں۔فرمانے لگے، انصاری بھائی آپ کو ملنے کے لیے دل بے تاب تھا۔اچھا ہوا آپ آ گئے۔مل کر خوشی ہوئی ہے۔علماء کی نئی پود کے متعلق فرمانے لگے کہ علم کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ہم جیسے تجربہ کار لوگوں سے استفادہ بھی نہیں کرتے۔حالاں کہ ہماری باتیں ہمارے جانے کے بعد انہی لوگوں کے کام آنے والی ہیں۔

اس ملاقات کے ایک ہفتے بعد مولانا گکھڑوی رحمہ اللہ دنیائے رنگ وبو سے منہ موڑ گئے۔لوگ فرطِ عقیدت سے زار وقطار آنسو بہا رہے تھے۔اگلے دن ۱۵ جون بروز جمعۃ المبارک کو آپ کا جنازہ بوقت عصر ہوا۔بے شمار لوگ تھے اور مولانا کی جدائی پر انتہائی غمگین تھے۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف صاحب رحمہ اللہ کے متعلق مولانا احمد الدین گکھڑوی نے فرمایا کہ وہ ایک متبحر عالم دین ہیں۔ہماری جماعت اہل حدیث میں ان کا مقام بڑا بلند ہے اور وہ تحقیق کے حوالے سے ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔کاش کہ ہماری جماعت ان کی خدمات سے صحیح بنیادوں پر متمتع ہوتی۔

مولانا گکھڑوی عیسائیت پر بڑا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ایک پادری ٹھاکر داس نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی شان میں ایک گستاخانہ کتاب ''امہات المومنین''، لکھی تھی۔

حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ؒ نے مولانا گکھڑوی ؒ کومطالعہ عیسائیت پرعبور ہونے کی بناء پر مذکورہ کتاب کے ردّ کے لیے لکھنے کا فرمایا۔مولانا گکھڑوی ؒ نے مولانا عطاء اللہ حنیف ؒ صاحب کے ایماء پر مذکورہ کتاب کی تردید میں ایک کتاب ''ضربات المسلمین علیٰ رأس الطاعن فی شان امہات المومنین'' لکھی۔

②......سیرت سید العالمین: یہ کتاب مولانا احمد الدین صاحب کی تصنیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فضائل پر یہ بڑی جامع ومدلل کتاب ہے۔

③...... برہان الحق بجواب میزان الحق: یہ کتاب بھی عیسائیت کے ابطال پر ہے۔

④......نجات الاسلام: یہ بھی عیسائیوں کے ردّ اور اسلام کی حقانیت پر لکھی گئی۔

⑤......تقدیس سید الابرار: یہ کتاب نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات اور آپ ﷺ کی ذات کے متعلق بعض دریدہ دہن لوگوں کے بے جا اعتراضات کے جواب پر مشتمل دلائل سے مزین تھی۔

⑥...... قدامت اہل السنۃ والجماعۃ: یہ مسلک اہل حدیث کی حقانیت پر تحریر کنندہ ہے۔

گویا کہ بہت سی خوبیاں تھیں۔اس جہاں سے سفر آخرت پر روانہ ہونے والے میں۔

دعا گو ہوں اللہ کریم مولانا گکھڑوی ؒ کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے درجات میں بیش بہا اضافہ فرمائے۔اللہ تعالیٰ نے راقم کو یہ چند سطور مولانا گکھڑوی ؒ کے متعلق لکھنے کی توفیق سے نوازا۔اللہ قبولیت سے نوازے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین یاربّ العالمین

مشاہیر نامہ

مکتوبات مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ، مبارک پور

بنام مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ

نوٹ: اس سلسلے کی پہلی قسط ہفت روزہ الاعتصام میں ہی جلد:۶۲، شمارہ:۱۱، دوسری قسط شمارہ:۲۱، میں شائع ہوئی۔ یہ اس سلسلے کی تیسری قسط ہے۔ یہ سلسلہ بفضل اللہ جاری رہے گا، ان شاءاللہ۔ اہل علم سے تعاون کی درخواست ہے۔ [ادارہ الاعتصام]

..............................①..............................

بسم الله الرحمن الرحيم

از: عبیداللہ رحمانی، مبارک پور

محترم المقام جناب مولانا عبدالغفار حسن صاحب رحمانی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا لفافہ بدست مولوی ہلال احمد سلمہ رمضان سے پہلے مل گیا تھا جواب لکھنے میں اپنی روایتی سستی کی وجہ سے کافی دیر ہوگئی۔ اس سے پہلے مرسلہ دستی خطوط بھی ملتے گئے ہیں جن میں کچھ استفسارات اور شرح مشکوٰۃ وغیرہ کے سلسلہ میں مشورے مرقوم تھے۔

آپ کے استفسارات اہم اور غور طلب ہوتے ہیں ان کے جواب کے لیے مناسب ضروری کتابوں کی طرف مراجعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ چناں چہ اس وقت مراجعت کے بعد جلد ہی جواب لکھنے کا خیال ہوا مگر اب تب کرتے کافی دیر ہوگئی اور جب غیر معمولی تاخیر ہوگئی تو ''تمادی'' عارض ہوگئی اور یہ بہانہ بن گیا جواب نہ دینے کا۔ گویہ قرض اب بھی اس عاجز کے ذمہ باقی ہے۔ عفا اللہ عنی

مجھے اپنی سستی اور غفلت بلکہ کوتاہی پر بڑی ندامت ہے امید ہے آپ بھی مجھے معذور سمجھ کر معاف فرما دیں گے۔

آپ کے خطوط دیکھ کر مجھے انتہائی مسرت ہوتی ہے اور دل کی گہرائی سے آپ کے لیے دعائیہ کلمات نکلتے ہیں۔ ماضی کی ساری باتیں بالخصوص دہلی میں قیام کے زمانہ کی تمام یادیں ایک ایک کر کے تازہ ہو جاتی ہیں۔ آپ ان دنوں جس مقام و مرتبہ اور کام میں ہیں بڑی خوش نصیبی کی چیز ہے۔ آپ کے تلامذہ کا قابل رشک سلسلہ جو عرب و عجم دونوں جگہ پھیل رہا ہے آپ کی باقیات صالحات میں شمار ہوگا۔

یہ اطلاع موجب افسوس ہوئی کہ آپ کو ضعف امعاء وریاحی تکالیف میں کچھ عرصہ سے اضافہ ہوگیا ہے اس کی وجہ سے عام صحت اور جسمانی ودماغی قوت پر اثر پڑنا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان شکایات کو دور فرما کر آپ کی صحت بہتر سے بہتر کر دے اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور آخر تک آپ کو چاق وچوبند رکھ کر اسی طرح بلد رسول میں دین وعلم کی خدمت لیتا رہے اور عزیزم صہیب سلمہ کو آپ کا صحیح معنے میں جانشین بنائے، آمین۔

میری صحت عرصہ سے ایسی ہو رہی ہے کہ خطوط کا جواب لکھنا بھی انتہائی بار محسوس ہوتا ہے۔ تسوید شرح کا کام تقریباً چھ برس سے اسی وجہ سے یک دم بند ہے۔ دماغی وجسمانی کمزوری کی وجہ سے اپنے قلم سے کچھ لکھنے میں بسا اوقات بڑی زحمت ہوتی ہے۔ خط میں یعنی رائٹنگ میں جو فرق وتفاوت ہوگیا ہے آپ بھی اسے محسوس کریں گے۔ عمر کی چونسٹھویں منزل ذی الحجہ میں پوری ہو جائے گی۔ شرح کے پوری نہ ہو سکنے کے اندیشہ کا دل ودماغ پر جو اثر پڑ رہا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ عبدالرحمٰن سلمہ کا دارالافتاء سے تعلق منقطع ہوگیا اس میں یقیناً خیر کا پہلو غالب ہے۔ مرکزی دارالعلوم

بنارس کے ایماء بلکہ تصریح کی بناپر اب وہ بسلسلۂ معاونت میرے پاس رہیں گے۔اب ان شاء اللہ بہت جلد تسوید کا کام جو کتاب الحج کی ابتداء پر رک گیا ہے شروع کر دیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ ان کو محنتی اور جفاکش سلیقہ مند معاون بنائے اور اس کام کو جلد پورا کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

آپ جیسے مخلص اور کریم النفس فاضل محبوب کی غائبانہ دعاؤں کی بڑی ضرورت ہے اس کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کی بدولت مجھے صحت وتوانائی اور میرے کام میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

آپ سے ملنے کا دل میں بار بار شوق وولولہ پیدا ہوتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس کا وقت قریب آ گیا ہو اور ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر اور مقامات متبرکہ میں مل کر دل شاد ہو جائیں۔**وما ذلك علی الله بعزيز**

یہاں پورے ہندوستان بلکہ پاکستان میں بھی پہلا روزہ جمعہ کو رکھا گیا۔البتہ عید میں اختلاف ہو گیا۔پاکستان اور بعض بلاد ہند میں عید سنیچر ۲۰ نومبر کو ہوئی اور مبارک پور وغیرہ میں اتوار کو۔چناں چہ آج دوشنبہ ۲۲ کو یہاں شوال کی دوسری تاریخ ہے۔

عبدالرحمٰن سلمہ آپ کو بہت بہت سلام عرض کر رہا ہے۔

والسلام
عبیداللہ رحمانی
دوشنبہ ۲۲ نومبر ۷۱ء
۹۱/۱۰/۲ھ

..............................(۲)..............................

بسم الله الرحمن الرحيم

ابوالحسن عبیداللہ رحمانی، مبارک پور
مکرمی ومحترمی جناب مولانا عبدالغفار حسن صاحب حفظہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جناب ڈاکٹر خبیب حسن احتشام صاحب کو لیٹر پیڈ پر لکھا ہوا عنایت نامہ (مرقومہ ۲۲ جولائی) دہلی سے پوسٹ ہو کر ۶/اگست کی ڈاک سے موصول ہوا۔مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس سے چند روز پہلے آپ نے ایک دستی خط ارسال فرمایا تھا۔افسوس ہے وہ دستی خط آج ۲۳/اگست ۷۹ء مطابق ۲۹/رمضان ۹۹ھ تک بھی نہیں پہنچا۔یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ خط کس کے بدست ارسال فرمایا گیا تھا۔بہر حال ڈاک کے ذریعہ بھیجے ہوئے مختصر خط سے خیریت مزاج معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی۔جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مقیم بعض سلفی ہندی طلبہ کے خطوط سے ونیز اب چھٹی میں وطن آنے والے طلبا سے عندالملاقات خبر خیر وعافیت مزاج معلوم ہوتی رہتی ہے۔

حفظكم الله وبارك في حياتكم في صحته وعافيته ومتع المسلمين وطلبة العلم بعلمكم وعملكم وكثر فينا امثالكم، آمین۔

یہ عاجز بخیریت ہے۔رمضان کے روزے اور دوسرے معمولات کسی طرح پورے ہو رہے ہیں۔فالحمدللہ علی ذلک

ویسے یہ عاجز اب پہلے سے زیادہ آپ کی غائبانہ پرخلوص دعاؤں کا محتاج ہے۔

اعاذني الله من ارذل العمر وسوء الكبر والهرم وسوء الخاتمه ورضی عنی وارضانی۔

یہ عریضہ عزیزم فضل حق سلمہ کے بدست بھیج رہا ہوں۔مدنبوی کا ناپ مع السندان شاء اللہ عزیزم زہیر سلمہ اللہ کے ذریعہ ارسال کروں گا۔آپ اطمینان رکھیں۔عزیز مذکور اور اس کے والد مولوی عبدالرحمٰن سلمہ آپکو سلام مسنون عرض کر رہے ہیں۔یہ عریضہ بمشکل اپنے قلم سے تحریر کر سکا ہوں۔

اب اپنے قلم سے لکھنے سے آنکھوں پر بہت زیادہ بار پڑ جاتا ہے۔

فقط والسلام
عبیداللہ رحمانی
پنجشنبہ ۲۹ ؍ رمضان ۹۹ ھ
۲۳ ؍ اگست ۷۹ ء

..............................(۳)..............................

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوالحسن عبیداللہ رحمانی، مبارک پور
مکرمی ومحترمی جناب مولانا عبدالغفار حسن صاحب حفظہ اللہ وبارک فی عمرہٖ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے خط مؤرخہ ۲۲ جولائی ۷۹ ء کا جواب بدست عزیزم فضل حق سلمہ بھیجا جا چکا ہے۔ امید ہے آپ کو موصول ہو گیا ہوگا۔ اُس خط میں زہیر سلمہ کے بدست مدمع سند کے بھیجنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ چناں چہ حسب وعدہ ٹھیک اپنے مد کے مطابق آپ کے لیے ایک مد بنوا کر مع اپنی سند کے اور مع نقل اصل سند حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم ومغفور کے بدست عزیزم زہیر سلمہ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ حضرت مولانا مرحوم کی دی ہوئی سند مطبوع ہے اور ضرورت کی جگہوں میں بیاض چھوٹا ہوا ہے۔ حضرت مولانا مرحوم نے بیاض کو اپنے قلم سے پر کیا ہے۔ اس کی نقل عزیز مذکور سے کروائی ہے، اس نقل اور مطبوعہ سند میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بیاض کی جگہوں میں حضرت مولانا نے اپنے قلم سے جو کچھ لکھا ہے اُس پر اِس نقل میں سرخ خط کھینچ دیا گیا ہے، اور اس کے دوسرے ورقہ پر مد کی تصویر میں جو کچھ مرقوم ہے وہ بھی مطبوع ہے بجز اُس عبارت کے کہ جس پر سرخ نشان لگا دیا گیا ہے کہ وہاں پر بیاض تھا جس میں میں نے خود اپنے قلم سے حضرت مولانا مرحوم کے حکم سے وہ عبارت بڑھائی ہے۔ مد کی تصویر میں اردو میں لکھی ہوئی پوری عبارت کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ عربی نہ جاننے والوں کے سامنے پوری سند آ جائے۔

عزیزم مولوی عبدالرحمٰن سلمہ آپ کو سلام مسنون کہتے ہیں۔

والسلام
عبیداللہ رحمانی
۲۸ شوال ۹۹ ھ
۲۱ ستمبر ۷۹ ء

..............................(۴)..............................

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوالحسن عبیداللہ رحمانی، مبارک پور
مکرمی ومحترمی جناب مولانا عبدالغفار حسن صاحب حفظہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولوی اقبال احمد صاحب ندوی کے ذریعہ ارسال کردہ لفافہ ۵ جنوری ۸۰ ء کو پالم ہوائی اڈہ دہلی سے سپرد ڈاک ہو کر مبارک پور ے جنوری کو پہنچا

تھا۔ آپ کا خط بڑے سائز کے لیٹر پیڈ کے ۴ صفحوں پر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، بہت شوق سے اُسے کئی مرتبہ پڑھا۔ آپ کی خیریت پر اطلاع پا کر بڑی خوشی ہوئی، اور یہ معلوم ہو کر بہت افسوس ہوا کہ آہستہ آہستہ آپ کی صحت بھی کمزور ہوتی جا رہی ہے بالخصوص بینائی پر دماغی محنت اور مطالعہ کا اثر زیادہ پڑا ہے۔ مزید افسوس یہ جان کر ہو رہا ہے کہ آپ کی اہلیہ عافاہا اللہ، عرصہ سے علیل چلی آ رہی ہیں جس کی وجہ سے صورتِ حال پیچیدہ ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بخلوص قلب دعا ہے کہ وہ ان کے تمام عوارض و شکایات دور فرما کر کلی عافیت و صحت بخشے اور آپ کی صحت بھی بہتر کر دے۔ آپ نے اپنے اور اہلیہ کے موجودہ حالات کی وجہ سے خط میں اس بات کا امکان ظاہر کیا ہے کہ آئندہ مدینہ منورہ میں زیادہ دنوں تک قیام نہ رہ سکے، اُس کے بعد الاعتصام لاہور ۲۵ جولائی ۸۰ء کے شمارہ میں عبدالرحیم اشرف صاحب مہتمم جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد کا یہ اعلان نظر سے گزرا کہ مدینہ یونیورسٹی کی طرف سے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ میں آپ کا تقرر ہو گیا ہے۔ اعلان سے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آپ کی تقرری عارضی ہے یا مستقل۔ خدا کرے پاکستان میں آپ کی یہ تقرری محدود مدت کے لیے ہو اور آپ کو اپنی عمر کا آخری حصہ مدینہ منورہ میں گزارنے اور اُسی کے آغوشِ لحد میں آرام کرنے کا شرف حاصل ہو جائے۔

آپ کے طویل ترین خط میں بہت سی باتیں تفصیلی جواب کی محتاج ہیں، خیال ہوا کہ رمضان میں اطمینان کے ساتھ جواب لکھوا کر زہیر سلمہ کے بدست بھیج دوں گا مگر افسوس ہے کہ پورا رمضان گزر گیا اور جواب لکھوانے کا آج ۴ ستمبر سے پہلے موقع نہیں مل سکا۔ میری حالت بدستور ہے بلکہ انحطاط روز بروز بڑھتا جا رہا ہے اور صحت و توانائی کے عود کرنے کی طرف سے مایوسی بڑھتی جا رہی ہے۔ اب میرے ہاتھوں مرعاۃ کی تکمیل کی کوئی امید نہیں معلوم ہوتی، اس کے تصور سے دل و دماغ پر جس قدر برا اثر پڑ رہا ہے، آپ کے لیے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔

بسلسلۂ ملازمت تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے آپ کو ۷۴ سال کے قریب ہو رہے ہیں، بہتر ہوگا کہ آپ ملازمت کے بغیر بطور خود علم حدیث کی خدمت کا سلسلہ شروع کر دیں، بینائی کی کمزوری اس کام کے شروع کرنے میں سدِ راہ نہیں بننا چاہیے۔ ان شاء اللہ کام شروع کرنے کے بعد آپ کو کوئی محنتی اور لائق معاون مل جائے گا اس طرح کام کے جاری رکھنے اور اُس کی تکمیل میں بڑی آسانی ہو جائے گی۔

اس کام کی ابتدا مشکوٰۃ کی احادیث ضعیفہ کی فہرست مع بیان وجہ ضعف مرتب کرنے سے کی جائے، وجہ ضعف بیان کرنے میں نہ بہت تفصیل و تطویل سے کام لیا جائے اور نہ بالکل اختصار سے۔ آپ کو غالباً تجربہ ہو گیا ہوگا کہ شیخ البانی حدیث کی تصحیح و تضعیف کے معاملہ میں بہت متشدد ہیں اور شیخ احمد محمد شاکر متساہل۔ آپ کو اس بارے میں پوری تحقیق کے بعد کسی حدیث پر صحت و ضعف کا حکم لگانا ہوگا۔

مشکوٰۃ کے بعد سنن دارقطنی کی احادیث ضعیفہ اور موضوعہ کی فہرست مع تبویب و تفصیل کا کام شروع کیا جائے (مع بیان وجہ ضعف)۔

تاریخ خطیب بغدادی اور ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء کی احادیث و آثار کی تخریج و تحقیق کا کام بلا شبہ بہت اہم ہے اور ان شاء اللہ بہت مفید بھی ہوگا۔ لیکن ان دونوں کتابوں کی تخریج کا کام مشکوٰۃ اور سنن دارقطنی کے بعد ہی شروع کرنا چاہیے۔ یہ دونوں کتابیں بالخصوص مشکوٰۃ طلبہ اور علماء کے درمیان عام طور پر متداول ہیں اس لیے کام کی ابتداء انہی دونوں سے ہونی چاہیے۔ کام شروع ہو جانے اور لوگوں کو اس کی نوعیت کا علم ہو جانے کے بعد ان شاء اللہ آپ کو مناسب رفقاء مل جائیں گے اور کام آپ کی رہنمائی میں خوش اسلوبی کے ساتھ جاری رہے گا۔

آپ کی کتاب ''انتخاب حدیث'' عرصہ ہوا نظر سے گزری تھی بہتر ہوگا کہ اسی طرح دوسرے مجموعۂ احادیث مع اردو ترجمہ و ضروری تشریحات کے جو صرف معاملات سے متعلق ہوں اُس کی ترتیب و اشاعت بھی بہت مناسب ہوگی۔ اہل حدیث کی اردو میں فقہ کی کتاب مرتب کرنے کی بڑی سخت ضرورت ہے جو عوام اہل حدیث بالخصوص عورتوں کے لیے مفید ہو اور اُس میں علمائے اہل حدیث کے مابین بعض فروعی مسائل میں واقع اختلاف اور شذوذ سے تعرض نہ کیا جائے۔

تفسیر بیضاوی کی احادیث کی تخریج کا کام بھی بہت مناسب ہے۔ بہتر ہوگا کہ مناوی کی الفتح السماوی کے مخطوطہ کو تصحیح و تعلیق کے بعد شائع کیا

جائے،تفسیر بیضاوی سے زیادہ اہم جلالین کی احادیث کی تخریج کا کام ہے۔تفسیر بیضاوی زیادہ سے زیادہ سورہ بقرہ تک پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ بخلاف جلالین کے کہ وہ تقریباً تمام مدارس عربیہ میں پوری یا کم از کم نصف اوّل پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔

مولانا بنارسی مرحوم کی محولہ تقریر جس میں اُنہوں نے درس نظامی پر نقد وتبصرہ کرتے ہوئے جلالین کی روایات وغیرہ پر تفصیل سے گفتگو کی تھی مئوناتھ بھنجن کے موجود علماء میں سے کسی نے بھی مولانا کی اس تقریر کی نشان دہی نہیں کی ،تقریر کا نوٹ کرنا تو درکنار، کسی کو بھی اس تقریر کا علم نہیں ،سب نے اس سے لاعلمی ظاہر کی ،مرحوم مدرسہ رحمانیہ دہلی میں مولانا آزاد کی تشریف آوری اور تقریر میں درس نظامی پر تنقید اور اُس میں مروّجہ کتب ادب مثلاً مقامات حریری اور نفحۃ الیمن وغیرہ کو زبان اور اخلاق ہر لحاظ سے مضر ثابت کیا تھا۔افسوس ہے کہ مجھے وہ واقعہ یاد اور اس وقت یاد نہیں آ رہا ہے۔

حضرت الشیخ علامہ مبارک پوری رحمہ اللہ نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی میں شروح ابوداؤد کے ذکر کے سلسلہ میں عون المعبود اور غایۃ المقصود کا تذکرہ نہیں فرمایا اس کی وجہ غالبًا یہ ہے کہ مقصود اُس کے تمام شروح وحواشی کا احاطہ واستیعاب نہیں تھا اسی لیے صرف متقدمین کی شرحوں کے ذکر پر اکتفا فرمایا۔عون المعبود حضرت مولانا شمس الحق عظیم آبادی کی نگرانی اور رہنمائی میں لکھی گئی تھی اور اُس میں زیادہ کام حضرت مولانا مبارک پوری نے کیا ہے۔شاید اسی وجہ سے بھی مقدمہ تحفہ میں اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔البتہ غایۃ المقصود حضرت مولانا عظیم آبادی کی تصنیف وتالیف ہے اور بقول حضرت شیخ مبارک پوری رحمہ اللہ کے بجز ایک مختصر مقام کے مولانا عظیم آبادی نے ابوداؤد کی یہ مبسوط شرح غایۃ المقصود کے نام سے مرتب فرمادی تھی، غایۃ المقصود کے مطبوعہ جزو کے علاوہ کچھ اور اُس کا قلمی حصہ کتب خانہ خدا بخش خاں پٹنہ میں موجود ہے۔کتاب کا بقیہ حصہ کیا ہوا یہ اب تک صحیح طور پر معلوم نہیں ہوسکا۔

امین احسن صاحب اصلاحی کا مکان مبارک پور سے ڈھائی تین ...... کے فاصلہ پر بجانب مغرب ایک گاؤں ''بمہور'' میں ہے،موصوف مدرسۃ الاصلاح سرائے میر سے فارغ ہونے کے بعد وہیں مدرس ہوگئے تھے۔آخری دور میں رمضان کی سالانہ تعطیل کے موقع پر گھر پر قیام کے زمانہ میں وہ مولانا مبارک پوری رحمہ اللہ کے یہاں آیا کرتے تھے،موصوف نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر حضرت مولانا مبارک پوری سے ترمذی کا کچھ حصہ ضرور پڑھا ہے،ان کی تفسیر قرآن کا کچھ ابتدائی حصہ ''میثاق'' لاہور میں شائع ہوا تھا،اُس کے کچھ شمارے بہت عرصہ ہوا ہمارے یہاں آئے تھے اُنہی شماروں میں ان کی تفسیر کا کچھ حصہ نظر سے گزرا تھا،اُس کے بعد سے اب تک ان کی اس تفسیر کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔حدیث کے معاملہ میں ان کا انداز بیان اپنے استاذ مولانا فراہی کی بہ نسبت چاہے کتنا ہی نرم کیوں نہ ہو مگر استاذ کے رجحان ومیلان بابت حدیث کا اثر انہیں ضرور معلوم ہے، ایسے مفسرین کی تفسیروں میں مفید نکتے ضرور ہوتے ہیں لیکن آیات کی تفسیر میں احادیث وآثار صحابہ سے بے نیازی کی جھلک ضرور موجود ہوتی ہے۔رجم کے مسئلہ میں ان کا یہ اجتہاد بھی اسی قسم کا ہے۔

مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ محدثین نے قرآنِ مجید کے غیبت کو حرام قرار دینے کے باوجود اُسے بر بنائے مصلحت جائز قرار دے دیا ہے قطعاً غلط ہے۔محدثین کرام نے جن چند صورتوں میں غیبت کو جائز قرار دیا ہے وہ محض بر بنائے مصلحت نہیں ہے بلکہ احادیث صحیحہ اور خود قرآن کی بعض آیات پر مبنی ہے،قرآن کی آیت اور ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چند صورتیں غیبت محرمہ سے مستثنیٰ اور خارج ہیں۔اس کی تفصیل بعض کتب اصول حدیث وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

آپ نے خط میں مرحوم رحمانیہ میں اپنے دور کے بعض اساتذہ کا ذکر کرکے رحمانیہ کی یاد تازہ کردی۔آپ نے اُس کے جن اساتذہ کا ذکر کیا ہے وہ سب کے سب مرحوم ہوچکے ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن صاحب نگرنہسوی بہاری تقسیم ہند سے بہت پہلے رحمانیہ میں وفات پاگئے تھے،ان کا لڑکا حمیدان کے انتقال کے کچھ دنوں بعد شیخ عبدالوہاب مرحوم مہتمم مدرسہ رحمانیہ کی دوکان واقع صدر بازار میں کچھ دن ملازم رہا اور جلد ہی وہاں سے الگ ہوگیا۔اُس کے بعد سے اب تک یہ

نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟

مولانا شریف اللہ صاحب سواتی کے انتقال کی خبر ''الاعتصام'' لاہور سے معلوم ہوگئی تھی ۔ مرحوم اسم بامسمی اور بہت ہی لائق اور سنجیدہ استاذ تھے۔

رحمانیہ کے جن اساتذہ کو آپ نے ذکر کیا ہے ان میں سے تین استاذ میرے اور آپ کے درمیان مشترک ہیں ۔ حضرت مولانا احمد اللہ صاحب شیخ الحدیث پرتاب گڈھی، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب جیراجپوری، جدامجد مولوی حافظ مصلح الدین صاحب اور مولانا عبدالرحمن صاحب نگرنہسوی غفر اللہ لهم ۔ آخرالذکر سے میں نے متعدد کتابیں پڑھی ہیں ۔ میرے اساتذہ میں سے فی الحال صرف دو استاذ باحیات ہیں ۔ ایک مولانا عبدالوہاب صاحب آروی جن سے میں نے شرح مطالع کا کچھ حصہ پڑھا ہے، دوسرے مولانا حافظ محمد صاحب گوندلاں والا جن سے میں نے تفسیر بیضاوی کا کچھ حصہ پڑھا ہے۔ اطال الله بقاء هما و بارك فی عمرهما فی صحة وعافية ۔

میرے ساتھیوں اور ہم عمروں میں سے بلکہ تلامذہ میں سے بھی اکثر انتقال کر چکے ہیں ۔ مولوی عبیداللہ رحمانی ٹونکی اپنے ماموں کے یہاں سسرال میر بلی ماراں دہلی میں مقیم تھے ۔ ان کا گزشتہ سال انتقال ہوگیا ۔ مرحوم آخری دور میں ترجمان دہلی میں کچھ لکھتے رہتے تھے اور مولانا محمد بشیر صاحب مرحوم کئی برس ہوئے انتقال کر چکے ہیں ان کے تین لڑکے ہیں افسوس ہے کہ ان میں سے کوئی بھی عالم دین نہیں ہے۔

مجھ کمزور و ناتواں دور افتادہ کا بھی آپ سے اور پاکستان کے علماء اور احباب سے ملاقات کا بہت جی چاہتا ہے مگر بہ ظاہر حالات اس دنیا میں آپ لوگوں سے ملاقات کی کوئی امید نظر نہیں آتی ۔ تقدیر میں کیا لکھا ہے اُس کو اللہ ہی جانتا ہے۔

آپ نے اپنے خط کے آخر میں یہ فرمائش کی ہے کہ میں اپنی تعلیمی اور تصنیفی تجربوں اور عام زندگی کے نشیب و فراز کے متعلق معلومات اور سرگزشت مرتب کروں اور یہ کہ وہ کون سی اہم کتابیں ہیں جن سے میں نے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے اور جنہوں نے مجھ کو زیادہ متاثر کیا ہے اور یہ کہ اس دور میں علم حدیث کی خدمت کس طرح مؤثر انداز میں ہوسکتی ہے؟ اور مطالعہ کا کیا نہج ہونا چاہیے؟ آپ کے اس حکم کی تعمیل میں رکاوٹ کا بڑا سبب قصور علم و تجربہ اور سلیقہ کا فقدان ہے ۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ میں عمر کی جس منزل میں پہنچ چکا ہوں اور اب جیسے کچھ عوارض و افکار مجھ کو لاحق ہیں ان کی موجودگی میں آپ اس حکم کی تعمیل مشکل نظر آتی ہے۔

حرم مکی میں ۱۴۰۰ھ کے آغاز میں جو فتنہ اور ہنگامہ رونما ہوا اُس کی تفصیل اپنے یہاں کے اور مئو کے حاجیوں کی زبانی معلوم ہوگئی تھی ۔ اس باغی اور طاغی جماعت کی جہالت وسفاہت اور حماقت و نادانی پر جتنا بھی افسوس اور ماتم کیا جائے وہ کم ہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حکومت سعودیہ کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور اس کو اسلام اور مسلمانوں کی نصرت وخدمت کے لیے دائم و باقی رکھے ۔ اور اُس میں جو کچھ خامیاں اور کمزوریاں ہیں اُنہیں دور فرمائے، آمین ۔

آپ کے مطول خط کا جواب مختصر الکھوا دیا گیا ہے خدا کرے مراسلت کا یہ سلسلہ جاری رہے ۔ یہ خط عزیزم زہیر سلمہ کے بدست بھیجا جارہا ہے خدا کرے ان کے مدینہ پہنچنے تک آپ مدینہ منورہ میں موجود رہیں ۔ ان کو ہدایت کردی گئی ہے کہ اگر آپ پاکستان چلے گئے ہوں تو یہ خط بذریعہ ڈاک آپ کے پتہ پر منتقل کردیں۔

عزیزم مولوی عبدالرحمن سلمہ آپ کو سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔

والسلام

عبیداللہ رحمانی

۱۴۰۰/۱۰/۲۵ھ

۸۰/۹/۶ء

ایڈیٹر کی ڈاک

مکتوب نگار: محمد ارشد کمال

مکرمی ومحترمی جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

خیریت موجود عافیت مطلوب

ہفت روزہ الاعتصام شمارہ نمبر: ۲۱، جلد نمبر: ۶۲ میں جناب فضیلۃ الشیخ حفیظ الرحمٰن لکھوی حفظہ اللہ کا مضمون بنام ''مدینۃ الرسول کی مختصر تاریخ'' نظر سے گزرا۔ جس میں حضرت شیخ محترم نے ''مدینہ شریف کی مسنون زیارت'' بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

بلد امین مکہ مکرمہ کی سرزمین کے بعد بلد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسا مقدس ومشرف مقام ہے جہاں ربّ العالمین کے فضل وکرم سے ایسے متبرک مقامات موجود ہیں کہ وہاں زائرین کا ہر ہر قدم لغزشوں کا کفارہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا موجب اور بلندیٔ درجات کا باعث ہے۔

وہ نشانات یہ ہیں:

① ...... مسجد نبوی ﷺ

② ...... قبر رسول ﷺ

③ ...... مسجد قباء

④ ...... البقیع قبرستان اور دیگر مقابر شہدائے احد

ملاحظہ:

جہاں تک مسجد نبوی اور مسجد قبا کی زیارت کا تعلق ہے تو بلا شبہ حدیث میں آیا ہے کہ

"صلاۃ فی مسجدی هذا خیر من ألف صلاۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام۔" [بخاری: ۱۱۹۰]

یعنی ''میری اس مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا تمام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار درجہ زیادہ افضل ہے۔''

اسی طرح مسجد قباء کے متعلق فرمایا:

"من خرج حتی یاتی هذا المسجد یعنی مسجد قباء فیصلی فیه کان کعدل عمرۃ۔" [حاکم: ۱۲/۳]

''جو شخص گھر سے نکل کر مسجد قبا میں آئے اور یہاں دو رکعت نماز پڑھے اسے ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔''

اس حدیث کو امام حاکم نے ''صحیح الاسناد'' جب کہ امام ذہبی نے ''صحیح'' کہا ہے۔

لیکن قبر رسول، البقیع قبرستان یا دیگر مقابر شہداء احد کی زیارت پر اس قسم کی فضیلت یا زائرین کا ہر ہر قدم لغزشوں کا کفارہ، اللہ کی رحمتوں کا موجب اور بلندی درجات کا باعث ہے وغیرہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ یقیناً ہماری اِس بات سے شیخ محترم بھی اتفاق فرمائیں گے۔ جیسا کہ آگے صفحہ نمبر ۱۵ پر لکھا ہے۔

لہٰذا کتاب وسنت سے قبر رسول کے لیے شد رحال کے بارے کوئی صحیح دلیل وارد نہیں۔

بالکل اسی طرح البقیع قبرستان اور دیگر مقابر شہداء اُحد کے لیے شد رحال کے لیے بھی کوئی صحیح دلیل وارد نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ وہاں زائرین کا ہر ہر قدم لغزشوں کا کفارہ، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا موجب اور بلندیٔ درجات کا باعث ہے، بھی بلا دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

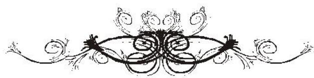
ان ارید الا الاصلاح ما استطعت۔

والسلام

اخوکم فی الدین

محمد ارشد کمال

سکیم موڑ لاہور



مولانا محمد یٰسین راہی پر ناجائز مقدمہ

مسلک اہل حدیث کے معروف عالم دین حضرت مولانا محمد یٰسین راہی آف جام پور ضلع راجن پور ایک متحرک مبلغ دین ہیں۔ مسلک اہل حدیث کی نشر واشاعت ان کا کارنامہ ہے۔ عرصہ دراز سے وہ اشتہارات، تبلیغی کتب اور پمفلٹ شائع کر کے تقسیم کرتے چلے آرہے ہیں۔ جماعتی اخبارات وجرائد میں ان کے اعلانات بھی اکثر آتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ان کے ادارے کی شائع شدہ کتاب ’’گانا، بجانا اور قوالی‘‘ جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسلام کی تعلیمات کو مدنظر رکھ کر تحریر فرمائی تھی، اس کتاب کی تقسیم پر مولانا موصوف پر راجن پور انتظامیہ نے ایک ناجائز مقدمہ کر دیا ہے، جو سراسر غلط ہے۔ احباب جماعت اس مقدمے کی مذمت کرتے ہیں اور مولانا راہی صاحب پر مقدمہ کرنے پر انتظامیہ سے احتجاج کرتے ہیں۔ [ادارہ]

چالیس روزہ توحید وسنت سمر کیمپ

جامعہ سلفیہ اہل حدیث للبنات چوک بیگم کوٹ لاہور میں ۴۰ روزہ توحید وسنت سمر کیمپ یکم جون تا ۱۰ جولائی ۲۰۱۰ء منعقد ہوگا۔

حفظ قرآنی سورتیں، ترجمۃ القرآن، تجوید وقرأت، حدیث شریف، اربعین نووی اور عقیدے کے موضوعات شامل نصاب ہوں گے۔ بیرونی طالبات کے لیے ہاسٹل کی سہولت موجود ہے۔

بعد از سمر کیمپ طالبات کا امتحان ہوگا اور کامیابی پر اسناد اور انعامات دیے جائیں گے۔ داخلے کے لیے فون پر رابطہ ضرور کرلیں۔

ناظم جامعہ سلفیہ اہل حدیث للبنات

چوک بیگم کوٹ لاہور۔ فون: 0333-4340276

ضرورت مدرس

ایک محنتی، شادی شدہ قاری صاحب کی فوری ضرورت ہے۔ حفظ وناظرہ قرآن کی تدریس کے لیے رابطہ کر کے تشریف لائیں۔ تنخواہ حسب لیاقت معقول۔

حافظ محمد ایوب، مہتمم جامعہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اہل حدیث

منڈی جھبراں، ضلع شیخوپورہ۔ فون: 0300-8878629

کام کی باتیں

لبوں پر تیرے یاروں کی جو یارانے کی باتیں ہیں!
یہ دھوکہ ہے یہ تیرے دل کو بہلانے کی باتیں ہیں!
رسوماتِ جہالت اپنے سینے سے لگا لینا
تباہی کے بہانے ہیں اجڑ جانے کی باتیں ہیں
کرشمہ ہے یہ عہد نو کے تہذیب و تمدن کا
کہ بچوں کی زبانوں پر بھی اب گانے کی باتیں ہیں
ہمارے کان ایسی سن رہے ہیں آج کل باتیں
نہ وہ سننے کی باتیں ہیں ، نہ بتلانے کی باتیں ہیں
بہت کھانا بہت پینا ، بہت سونا ، بہت ہنسنا
یہ اپنی موت سے پہلے ہی مر جانے کی باتیں ہیں
یہ قتل و خوں ، یہ اغوا ، یہ زنا یہ رقص و مے خواری
یہی کیا جنت الفردوس میں جانے کی باتیں ہیں؟
جو سن کر ذکر بطحا و مدینہ جھوم اُٹھتے تھے،
زبانوں پر اُنہیں کے اب صنم خانے کی باتیں ہیں

[عبدالرحمٰن عاجز، مالیرکوٹلوی]